برّصغیر کے سیّدوں کی حقیقت

December 2024

Abdul Hameed Arain

Ex Muslim Farman Ali



dewhameed.29292@gmail.com

aliferman27@gmail.com

+91 9838547733

پہلے کسی بھی بات کی
تحقیق کرنے کے ذرائع
موجود نہیں تھے، آب
قدیم سے قدیم اوریجنل
تحریریں، جدید سے
جدید معتبر تحقیقیں،
لمحوں میں گھر بیٹھے
موبائل سے حاصل ہو
جاتی ہیں

بر صغیر میں کوئی سعودی عرب سے نہیں آیا تھا، تمام سیّد کَنوَرٹِیڈ مسلمان ہیں، اکثریت پنڈت، برہمن ہیں، پنڈت برہمن دو طرح سے سید بنیں ہیں

بَرِّ صغیر کے
گورے رنگ اور
لمبے قد کے
سید ایک مقدس
ذات سے تھے،
نوابین، کے دور
میں کَنوَرٹ ہوئے

بَرِّ صغیر کی تحریروں میں سَیِّدوں کی ولادت نوابین کے ولادت کے بعد دکھتی ہے، اُس وقت تین طرح سے سَیِّد بنے لوگ ملتے ہیں

برطانوی ایسٹ انڈیا
کمپنی، عالمی ڈِیپ
اسٹیٹ ،دنیا کے
ممالک کو چار سو
سال سے چلانے
والے، حقیقی خُداؤں
کی ایک مہرہ تھی

برطانوی ایسٹ انڈیا کمپنی





برطانوی ایسٹ انڈیا کمپنی یا **برٹش ایسٹ انڈیا کمپنی** یا **برطانوی شرق الہند کمپنی** جسے انگریزی (British East India Company) کہا جاتا ہے، جزائر شرق الہند میں کاروباری مواقع کی تلاش کے لیے تشکیل دیا گیا ایک تجارتی ادارہ تھا تاہم بعد ازاں اس نے برصغیر میں کاروبار کے علاوہ تخت و تاج پر نظریں مرکوز کر لیں اور یہاں برطانیہ کے قبضے کی راہ ہموار کی۔ 1857ء کی جنگ آزادی تک ہندوستان میں کمپنی کا راج تھا۔ اس کے بعد ہندوستان براہ راست تاج برطانیہ کے زیر نگیں آ گیا۔

ایسٹ انڈیا کمپنی
East India Company

ایسٹ انڈیا کمپنی

East India Company



سابقہ قسم	عوامی
صنعت	بین الاقوامی تجارت
قسمت	تحلیل
کالعدم	1 جون 1874
صدر دفتر	لندن، انگلستان

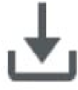


برطانوی ایسٹ انڈیا کمپنی کو 1600ء میں ملکہ الزبتھ اول کے عہد میں ہندوستان سے تجارت کا پروانہ ملا۔ 1613ء میں اس نے سورت کے مقام پر پہلی کوٹھی قائم کی اس زمانے میں اس کی تجارت زیادہ تر جاوا اور سماٹرا وغیرہ سے تھی۔ جہاں سے مصالحہ جات برآمد کرکے یورپ میں بھاری داموں فروخت کیا جاتا تھا۔ 1623ء میں جب ولندیزیوں (ڈچ) نے انگریزوں کو جزائر شرق الہند سے نکال باہر کیا تو ایسٹ انڈیا کمپنی نے اپنی تمام تر توجہ ہندوستان پر مرکوز کر دی۔ 1662ء میں بمبئی بھی اس کے حلقہ اثر میں آ گیا۔ اور کچھ عرصہ بعد شہر ایک اہم تجارتی بندرگاہ بن گیا۔ 1689ء میں کمپنی نے علاقائی تسخیر بھی شروع کردی جس کے باعث بالآخر ہندوستان میں برطانوی طاقت کو سربلندی حاصل ہوئی۔ 1795ء میں جب فرانس نے نیدرلینڈ (ڈچ) فتح کر لیا تو برطانیہ نے ڈچ کولونیوں پر قبضہ کر لیا۔ نیدر لینڈ کے بڑے بینکار (Hope) لندن منتقل ہو گئے اور اس طرح مالیاتی مرکز ایمسٹرڈم سے لندن منتقل ہو گیا۔

برطانوی ایسٹ انڈیا کمپنی

، دنیا کے ممالک کو چلانے والوں کی، شطرنج کی بساط کا مہرہ گھوڑا تھی، جو اپنی چالِیں، ڈھائی گھر چلتی تھی

گھوڑا (شطرنج)

گھوڑا (♘ ♞) شطرنج کھیل کا مہرہ ہے جو دو خانوں پہ چھلانگ لگاتا ہے، یہ انگریزی حرف ایل کی طرح چلتا ہے۔ ہر کھلاڑی کے پاس دو گھوڑے ہوتے ہیں۔ اس طرح کھیل کی ابتدا میں تختہ شطرنج پر چار گھوڑے ہوتے ہیں۔



شطرنج کا گھوڑا



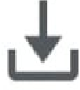




انگریز عالمی خُداؤں
نے، برطانوی ایسٹ
انڈیا کمپنی کے
ہندوستان میں قدم
رکھنے کے بعد سے
ہی، کمپنی سے ہی،
ہندوستان میں ہِندُوؤں
کو مسلمان بنوانے کا
سلسلہ شروع کرا دیا تھا

سید برادران

باره شہدائے سادات حسینی جھوجہ

سید برادران (انگریزی: Sayyid brothers) کی اصطلاح سے مراد سید حسن علی خان برہا اور سید حسین علی خان برہا ہیں، جو مغلیہ سلطنت کے زوال کے دوران دو طاقتور رئیس تھے۔

سید برادران



،ان کے دعوے کو عام طور پر قبول نہیں کیا گیااورکہا جاتا ہے کہ وہ

پنجاب کے کسانوں کی اولاد ہیں جو مظفر نگر ، اتر پردیش کے مشرقی حصے میں ہجرت کر گئے تھے ۔ [2] مورخ رچرڈ ایم ایٹن کے مطابق , وہ " ہندوستان کے رہنے والے تھے [3] ". جتنے جاٹ , راجپوت یا مراٹھ

یہ بھائی 1707 میں اورنگ زیب کی موت کے بعد مغل دربار میں بہت زیادہ بااثر ہو گئے اور جب انہوں نے شہنشاہ بنانا اور ان کو ختم کرنا شروع کیا تو وہ سلطنت کے حقیقی خود مختار بن گئے۔ [4][5] انہوں نے مہاراجہ اجیت سنگھ اور جاٹ لیڈر چورامن کے ہتھیار ڈال کر راجستھان میں اجمیر پر مغلوں کی حکومت کو بحال کیا ۔ ان کے دور حکومت میں سکھ باغی بندہ سنگھ بہادر کو پکڑ کر پھانسی دے دی گئی۔ سید سپاہیوں کی بھرتی میں مصروف تھے، جن میں سے بہت کم سید، یا برہہ کے باشندے ، یا غیر مسلم تھے۔ [7]

Punjab who migrated to the eastern part of the Muzaffarnagar, Uttar Pradesh.[2] According to historian Richard M. Eaton, they were "as native to India as were Jats, Rajputs or Marathas."[3]

The brothers became highly influential in the Mughal Court after Aurangzeb's death in 1707 and became de facto sovereigns of the empire when they began to make and unmake emperors.[4][5] They restored Mughal authority to Ajmer in Rajasthan with the surrender of Maharaja Ajit Singh, and the Jat leader Churaman.[6] During their rule, the Sikh rebel Banda Singh Bahadur was captured and executed. The Sayyids engaged in recruitment of soldiers, very few of whom were not Sayyids, or inhabitants of Barha, or non-Muslims.[7]

سید برادران، سید
حسن علی خان برہا
اور سید حسین علی
خان برہا کا خاندان
بھی، ایسٹ انڈیا
کمپنی کے ہاتھوں
بنائے ہوئے مسلمان
تھے

نواب بھوپال دوست محمد خان 1707 ، نواب اودھ برہان الملک سعادت علی خان 1722 اور نواب حیدرآباد نظام الملک آصف جاہ اوّل 1724 عیسوی

دوست محمد خان (بھوپال)



معلومات شخصیت

پیدائش	سنہ 1672ء وادی تیراہ
وفات	سنہ 1728ء (55–56 سال) بھوپال

Dost Mohammad of Bhopal

Article Talk

This article is about the founder of Bhopal State in India. For other similar names, see Dost Mohammad (disambiguation).

Dost Mohammad Khan (c. 1657–1728) was the founder of Bhopal State in central India.[1] He founded the modern city of Bhopal,[2] the capital of the modern day Madhya Pradesh state.[3]

Dost Mohammad Khan



Dost Mohammad Khan	
 Dost Mohammad Khan, Nawab of Bhopal 19th century	
Nawab of Bhopal	
Reign	1707–March 1728

برہان الملک سعادت علی خان

بانی سلطنت اودھ ب رہان الملک، نام محمد امین،آبائی وطن نیشا پور(خراسان) مسلکاً شعیہ آپ ایرانی موسوی سید تھے آپ زید بن موسیٰ کاظم ع کی نسل ہیں زید بن موسیٰ کاظم کے روایت کے مطابق چار بیٹے یا دس بیٹے تھے ان کی اولاد کی تعداد واضح نہیں زید نے بنو عباس کے خلاف بغاوتوں میں حصہ لیا دوران بغاوت ان کے رویے بہت ظالمانہ اور بے نظیر تھے، جیسے لوگوں کے لوٹ مارنے کے بعد انہوں نے بنی عباس اور ان کے پیروکاروں کو جلانے کے حکم دیا اور جب ان میں سے ایک کو لے جایا گیا تو اس نے حکم دیا تکہ وہ آگ میں جلائیں اور اسی طرح یہ زید نار بن گیا اصل نام زید ہے اس وجہ سے امام رضا آپ کے لیے پریشان تھے اور آپ کو ظلم سے منع کیا کرتے تھے آپ کی نسل مغربی عراق اور ایران بصرہ میں ہے ایسا نہیں کی ان کی نسل ختم ہو گئی آپ کے نام کی ایران میں اسٹیٹ بھی تھی چونکہ آپ کی زندگی جد و جہد کرتی گزری شجرہ زیادہ سعادت نے اس وقت بنانا شروع کیا جب لوگ سید ہونا شروع ہوئے کچھ کو شجرے پورے یاد کچھ ایسے تھے جو اس وقت کی علاقائی مشہور سید تھے زید النار کی آخری آرام گاہ نیشاپور کے قصبے قائن میں ہے



برہان الملک سعادت علی خان



معلومات شخصیت	
پیدائش	سنہ 1680 نیشاپور
وفات	19 مارچ 1739 (58–59 سال) دہلی
رہائش	فیض آباد
شہریت	سلطنت اودھ

مناصب

نواب اودھ

دفتر میں

1722 – 19 مارچ 1739

صفدر جنگ

Saadat Ali Khan I

Article Talk






Saadat Khan Nishapuri (born **Mir Muhammad Amin**; c. 1680 – 19 March 1739) was the first Nawab of Kingdom of Awadh from 26 January 1722 to 1739 and the son of Muhammad Nasir.[2] At age 25, he accompanied his father on the final campaign of the Mughal Emperor Aurangzeb against the Marathas in the Deccan, and the emperor awarded him the title of Khan Bahadur for his service.

Saadat Khan
Nawab of Awadh
Burhan ul Mulk
Bahadur Jang
Mir Atish (Commander of Arsenal)



Saadat Khan

1st Nawab of Oudh

Reign	26 January 1722 – 19 March 1739[1]

نظام الملک آصف جاہ اول

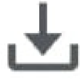


معلومات شخصیت

پیدائش	20 اگست 1671ء آگرہ
وفات	1 جون 1748ء (77 سال)

نظام الملک آصف جاہ اول

ا صف جاہی دور کے بارے میں

اس مضمون میں کسی قابل تصدیق ماخذ کا حوالہ درج نہیں ہے۔ مزید تفصیلات

میر قمر الدین خان صدیقی نظام الملک آصف جاہ اول مملکت آصفیہ کے بانی تھے جو 1724ء سے 1748ء تک ریاست حیدرآباد کے تخت پر متمکن رہے۔

نظام الملک آصف جاہ اول



معلومات شخصیت	
پیدائش	20 اگست 1671ء آگرہ
وفات	1 جون 1748ء (77 سال) برہانپور
مدفن	خلد آباد
شہریت	ریاست حیدرآباد
اولاد	صلابت جنگ ، علی خان آصف جاہ ثانی
خاندان	مملکت آصفیہ
مناصب	
نظام حیدر آباد	
برسر عہدہ 31 جولائی 1724 – 1 جون 1748	

ابتدائی حالات

نظام الملک کا اصل نام میر قمر الدین تھا اور یہ نام خود مغل شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر نے رکھا تھا۔ نظام الملک کے اجداد کا تعلق ترکستان سے تھا۔ انھوں نے عالمگیر کی زیر نگرانی تربیت پائی تھی اور اپنی عادات و اطوار میں اور اپنی صلاحیتوں میں اس سے بہت ملتے جلتے تھے۔ نظام الملک میں وہ تمام صلاحیتں تھیں جو سلطنت مغلیہ کے زوال کو روک سکتی تھیں اور اگر ان کو موقع ملتا تو نظام الملک برصغیر میں وہی کردار ادا کرسکتے تھے جو سلطنت عثمانیہ میں سلیمان اعظم کے بعد وزیراعظم محمد صوقوللی اور محمد کوپریلی اور احمد کوپریلی نے ادا کیا۔ ان کو جب محمد شاہ کے دور میں 1722ء میں ہندوستان کا وزیر اعظم بنایا گیا تو انھوں نے زوال سلطنت کو روکنے کے لیے ضروری اصلاحات کرنا چاہیں اور جب بادشاہ اور ان کے نا اہل مصاحبین نے ان اصلاحات کی راہ میں رکاوٹیں ڈالیں تو نظام الملک بد دل ہو کر دکن چلے گئے جہاں کے چھ صوبوں کا ان کو صوبہ دار بنادیا گیا تھا۔ یہاں انھوں نے ایک خود مختار حکمران کی حیثیت سے حکومت کی، مگر وہ مغل بادشاہ کا اتنا لحاظ کرتے تھے کہ اس کے حکم پر دہلی پہنچ جاتے تھے، چنانچہ نادر شاہ کے حملے کے موقع پر انھوں نے دہلی جاکر مغل بادشاہ کے حقوق کی حفاظت کے لیے ہر ممکن کوشش کی۔

پر بھی خدمات انجام دیں۔ خان کے بڑے بیٹے اور نظام الملک کے والد غازی الدین خان 1669 میں ہندوستان ہجرت کر گئے، اور اورنگ زیب کی فوج میں ملازمت اختیار کی، ایک جنرل کو اٹھایا اور بعد میں گجرات کا گورنر بنا ۔
[12][13][14]

ابتدائی زندگی ^



وہ 11 اگست 1671 کو میر قمر الدین خان کے طور پر غازی الدین خان اور ان کی پہلی بیوی صفیہ خانم (وزیر النساء بیگم) کے ہاں آگرہ میں پیدا ہوئے ، یہ نام انہیں مغل شہنشاہ اورنگزیب نے دیا تھا ۔[15][16][17]

میر قمرالدین نجی طور پر تعلیم یافتہ تھے۔ دکن میں اپنی طویل رہائش کی وجہ سے، اس نے مرہٹوں کے بہتے ہوئے لباس کو اپنایا، کمر میں تنگ، اور دکن کے انداز میں سجدہ کیا۔ انہوں نے اردو میں اس زمانے کے مخصوص دکنی انداز میں شاعری کی ۔[19] 1677 میں چھ سال کی عمر میں میر قمر الدین اپنے والد کے ساتھ مغل دربار میں گئے۔

اورنگ زیب کے بعد کی زندگی

مغل سلطنت کا ٹوٹنا جسے اورنگ زیب نے اچھی طرح سے قائم کیا تھا، 1707 میں اورنگ زیب کی موت کے بعد شروع ہوا۔ سید برادران (سید حسین علی خان اور سید حسن علی خان برہا) اورنگ زیب کی موت کے بعد مغل دربار میں بہت زیادہ بااثر ہو گئے اور بادشاہ بن گئے۔ 1707 میں شہنشاہ اورنگزیب کی موت کے بعد انارکی کے دوران بنانے والے۔[22] انہوں نے ایک کے بعد ایک نئے شہنشاہ کو ختم کرکے اور مقرر کرکے مغل دربار میں تنازعہ پیدا کیا۔ جب بہادر شاہ اول (1707-1712) کا انتقال ہوا تو اس کے جانشین جہاندار شاہ (1712-1713) کو قتل کر دیا گیا اور اس کا بھتیجا فرخ سیار (1713-1719) سید بھائیوں کی حمایت سے شہنشاہ بنا، فرخ سیار کو بعد میں اندھا، معزول اور قتل کر دیا گیا۔ اس کا پہلا کزن رفیع الدراجات (فروری-جون 1719) شہنشاہ بنا اور پھیپھڑوں کی بیماری سے مر گیا، جب اس کا بڑا بھائی رفیع الدولہ (جون-ستمبر 1719) شہنشاہ بنا جو بھی پھیپھڑوں کی بیماری سے مر گیا، اس طرح محمد شاہ (1719-1748) بہادر شاہ کا پوتا تھا۔ میں اس کے چوتھے بیٹے جہاں شاہ سے 17 سال کی عمر میں تخت نشین ہوا۔ سید برادران اس کے ولی عہد بن

نظام الملک، آصف
جاہ اوّل کا نام
اورنگ زیب عالمگیر
نے رکّھا، نظام
الملک، آصف جاہ
اوّل کا بچپنا اورنگ
زیب کے محل میں
گزرا

نظام الملک، آصف جاہ اوّل کے عَادَت و اَطْوَار اورنگزیب جیسے تھے، نظام الملک، آصف جاہ اوّل کی شکل و صورت اورنگزیب سے بہت ملتی تھی

اورنگزیب کا آخری دہائیاں ، دکن میں ، نظام الملک، آصف جاہ اوّل کی والدہ صفیہ خانم سے زیادہ دُور نہیں رہا


10X

نقاب ہٹا کر خورد
بین سے دیکھیں،
معلوم ہو جائے گا
کہ، ابتدائی نوابین
کن، کن کی، ناجائز
اولادیں تھیں اور
انہیں کیوں مُغلوں
نے نواب بنایا تھا



عالمگیر اورنگ زیب کی، طوائف ہیرا بائی سے محبت اور شادی

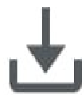
اورنگزیب، طوائف ہیرا بائی کے غَم میں شراب پینے لگا

ہیرا بائی،
اورنگزیب کی والدہ
ارجمند بانو بیگم
کی بہن سہیلہ بانو
کے شوہر، میر
خلیل خان زمان کی
رَکھیل، لونڈی تھی

اورنگزیب نے
اپنے خالہ کے
شوہر سے،
طوائف ہیرا بائی
کو، بہت بڑی رقم
دے کر حاصل کیا
تھا

ارجمند بانو بیگم

مغل شہنشاہ شہاب الدین شاہ جہاں اول کی زوجہ اور مغل ملکہ۔ وزیراعظم ہِند ابوالحسن آصف خان کی بیٹی اور ملکہ نورجہاں کی بھتیجی۔

ممتاز محل یا ارجمند بانو بیگم (پیدائش: 27 اپریل 1593ء— وفات: 17 جون 1631ء) مغل شہنشاہ شاہ جہاں کی زوجہ اور ملکہ ہندوستان تھیں۔ ممتاز محل کو ملکہ نورجہاں بعد مغلیہ سلطنت کی بااقتدار ترین ملکہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ شاہ جہاں نے اس کی محبّت میں تاج محل تعمیر کیا۔

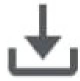
ممتاز محل



معلومات شخصیت	
پیدائش	1 ستمبر 1593 آگرہ، مغلیہ سلطنت
وفات	17 جون 1631 برہان پور، مغلیہ سلطنت
وجہ وفات	ز چگی ، زچہ انفیکشن
مدفن	تاج محل
مذہب	شیعیت
شریک حیات	شاہ جہاں
اولاد	اورنگزیب عالمگیر ، دارا شکوہ ، مراد بخش ، شاہ شجاع ، جہاں آرا بیگم ، روشن آرا بیگم ، گوہر آراء بیگم

زین آبادی محل

مغل ملکہ

زین آبادی **محل** (فارسی: زین آبادی محل ; **ہیرا بائی** کی پیدائش [1] وفات بِت 1654ء [2]) مغل بادشاہ اورنگ زیب کی بیوی تھی۔ [3]

زین آبادی محل 	
معلومات شخصیت	
وفات	سنہ 1654ء اورنگ آباد
مدفن	اورنگ آباد
شریک حیات	اورنگزیب عالمگیر



زندگی

زین آبادی کو اورنگ زیب کی نوجوانی کا پیارا کے طور پر بیان کیا گیا، [4] زین آبادی محل ایک کشمیری ہندو تھی، جسے اس کے والدین نے چھوڑ دیا تھا اور بازار میں بیچ دیا گیا تھا۔ [5] وہ میر خلیل کی لونڈی تھی، [6] اور گانے والی [7] اور ناچنے والی لڑکی تھی۔ [6] میر خلیل آصف خان کا داماد تھا اور اسے یکے بعد دیگرے مفتخ خان، سپاہ دار خان اور خان زمان کے لقب سے پکارا گیا۔ اسے شاہ جہاں کے 23 ویں سال 1649ء-50 ءمیں توپ خانے کے سربراہ کے طور پر دکن بھیجا گیا تھا۔ 1653 ءمیں وہ دھرور کا کماندار بن گیا۔ اورنگ زیب کے دور میں ہی وہ خاندیش کا صوبہ دار بنا۔ [8]

1652ء [1] یا 1653ء، [7] میں دکن کے نائب شاہی دور میں، شہزادہ اپنے حرم کی خواتین کے ساتھ زین آباد، برہان پور کے باغ میں گیا، جس کا نام آہو خانہ (ہرن کا پارک) تھا۔ یہاں اس نے زین آبادی کو دیکھا جو خان زمان کی بیوی (شہزادے کی خالہ) کی ٹرین میں آئی تھی اور درخت سے آم توڑنے کے لیے کود رہی تھی۔ [8] [9] اس کی موسیقی کی مہارت اور سحر نے اورنگ زیب کو مسحور کر دیا۔ [3] اسے اس سے پیار ہو گیا تھا اور اس نے اسے دینے کے لیے میر خلیل سے بات چیت کی تھی۔ میر خلیل نے زین آبادی اور اورنگ زیب کی ایک لونڈی چتر بائی کے درمیان میں تبادلے کی تجویز پیش کی۔ [5] [10]

اس کا نام زین آبادی محل رکھا گیا، [11] کیوں کہ شہنشاہ اکبر کے دور سے ہی یہ حکم دیا گیا تھا کہ شاہی حرم کی

اس کا نام زین آبادی محل رکھا گیا، [11] کیوں کہ شہنشاہ اکبر کے دور سے ہی یہ حکم دیا گیا تھا کہ شاہی حرم کی خواتین کے ناموں کا عوام میں ذکر نہ کیا جائے، انھیں کسی نہ کسی صفت سے منسوب کیا جائے۔جیسے ان کی پیدائش کی جگہ یا اس شہر یا ملک سے جہاں وہ شاہی حرم میں داخل ہوئی ہو۔ [12] اس کے بعد اورنگزیب اگلے نو مہینوں تک برہان پور میں ٹھہرا رہا، اس کے باوجود کہ شاہ جہاں نے اسے اورنگ آباد جانے کی تاکید کی۔ [13][14]
ایک دن زین آبادی نے اس کی محبت کا امتحان لینے کے لیے اسے شراب کا ایک پیالہ پیش کر کے طعنہ دیا۔ [8] [9] عشق کا یہ سلسلہ اس حد تک بڑھا کہ شاہ جہاں کے کانوں تک پہنچ گیا۔ اس کے بڑے بھائی دارا شکوہ نے اورنگ زیب پر الزام لگانے کے لیے یہ واقعہ اپنے والد کو بتایا۔ [8]

وہ غالباً اس کے ساتھ دولت آباد گئی تھی جب اس نے نومبر 1653 ءمیں وہاں ایک ماہ کا طویل سفر کیا تھا، [15] اور 1654ء کے لگ بھگ اس کی موت ہو گئی تھی [7] اسے اورنگ آباد میں بڑے ٹینک کے قریب دفن کیا گیا۔ اس کی موت کے دن شہزادہ بہت بیمار ہو گیا۔ شدید اشتعال میں وہ شکار کے لیے نکلا۔ [8] [16][17] نکولاؤ مانوچی ایک وینیشین مہم جو، جس نے اس عرصے کے دوران میں ہندوستان کا سفر کیا تھا، رپورٹ کرتا ہے کہ اس کی موت کے بعد، اورنگ زیب نے "کبھی شراب نہ پینے یا موسیقی سننے کا عہد کیا، "اور بعد میں دعویٰ کرے گا کہ خدا نے اس ناچنے والی لڑکی کی زندگی کا خاتمہ کرکے اس پر بہت مہربانی کی تھی، کیونکہ اس کے ذریعے شہزادے نے "اتنے گناہ کیے تھے کہ وہ اس طرح کی برائیوں میں مبتلا ہو کر کبھی حکومت نہ کرنے کا خطرہ مول لے سکتا تھا۔" [15]

مولانا ابوالکلام آزاد نے
غبارِ خاطر میں نواب
شمس الدولہ شاہنواز خان
اور ان کے بیٹے
عبدالحئی خان کی
اٹھارویں صدی میں لکھی
گئی کتاب، مآثر الامراء، کا
حوالہ دیتے ہوئے، اپنی
کتاب غبارِ خاطر میں لکھا
ہے کہ

مآثر الامراء

صمصام الدولہ شاہنواز خان

پروفیسر محمد ایوب قادری

مآثر الامراء






مآثر الامراء سلطنت مغلیہ کے عہدِ اکبری سے عہدِ عالمگیری تک کے مغل امرا کی سوانح اور اُن سے متعلق واقعات پر مشتمل ایک مصدقہ تاریخی تصنیف ہے۔ تقریباً ڈیڑھ سو سال سے زائد تک کے عرصہ میں مغل امرا سے متعلق حقائق کے لیے ایک تاریخی ماخذ ہے۔ اِسے نواب صمصام الدولہ شاہنواز خان نے اورنگ آباد (مہاراشٹر) میں مرتب کیا اور بعد ازاں اُن کے فرزند عبد الحئی خان نے دوبارہ مرتب کیا۔

مآثر الامرا

تالیف

نواب صمصام الدوله شاه نواز خان

بتصحیح

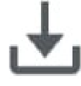
در درج دانشوری - دری برج هنر پروری - سخن سنج معنی شناس
نکته رس والا قیاس - دوربین عالی خیال - بلند بینش بے مثال - خلاق
بدائع معانی - سپاق فرسان سخن رانی - زیب افزای دبستان دانش آموزی
، چمن پیرای بوستان فضائل اندوزی - مورد رحمت خدای کریم

مولوی عبد الرحیم

مدرس مدرسهٔ عالیهٔ کلکته

از طرف ایشیاٹک سوسایٹی و بنگاله

صمصام الدولہ شاہنواز خان

صمصام الدولہ شاہنواز خان (پیدائش: 28 فروری 1700ء– وفات: 11 مئی 1758ء) سلطنت مغلیہ کے دورِ زوال میں مغل مؤرخ، مدبر اور دکن میں نظام کے وزیر تھے۔ اُن کی تصنیف مآثر الامراء عہدِ اکبری سے لے کر عہدِ عالمگیری تک کے امرا کی سوانح اور واقعات پر مشتمل ہے۔

صمصام الدولہ شاہنواز خان	
معلومات شخصیت	
پیدائش	28 فروری 1700ء لاہور
وفات	11 مئی 1758ء (58 سال) اورنگ آباد
مدفن	اورنگ آباد

کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن

غبارِ خاطر

(مع حواشی)



مولانا ابوالکلام آزاد

غبار خاطر






اس مضمون میں کسی قابل تصدیق ماخذ کا حوالہ درج نہیں ہے۔ مزید تفصیلات

غبار خاطر ابو الکلام آزاد کے خطوط کا مجموعہ ہے۔ یہ تمام خطوط نواب صدر یار جنگ مولانا حبیب الرحمن خاں شروانی رئیس بھیکم پور ضلع علی گڑھ کے نام لکھے گئے تھے۔ یہ خطوط قلعہ احمد نگر میں 1942ء تا 1945ء کے درمیان زمانہ اسیری میں لکھے گئے۔ مولانا کی زندگی کا ایک بڑا حصہ قید و بند میں گذرا مگر اس بار قلعہ احمد نگر کی اسیری ہر دفعہ سے زیادہ سخت تھی کیونکہ اس بار نہ کسی سے ملاقات کی اجازت تھی اور نہ کسی سے خط کتابت کرنے کی۔ اس لیے مولانا نے دل کا غبار نکالنے کا ایک راستہ ڈھونڈ نکالا اور خطوط لکھ کر اپنے پاس محفوظ کرنا شروع کر دیے۔ مولانا نے خود اسی مناسبت

ابو الکلام آزاد

بھارتی سیاست دان، مصنف اور بھارت کے پہلے وزیر تعلیم (1958-1888)





ابوالکلام محی الدین احمد آزاد (پیدائش 11 نومبر1888ء - وفات 22 فروری 1958ء) ((بنگالی: (আবুল কালাম মুহিয়ুদ্দিন আহমেদ আজাদ)) آزاد ہند کے پہلے وزیرِ تعلیم اور قومی رہنما تھے۔ مولانا ابوالکلام آزاد کا اصل نام محی الدین احمد تھا۔ ان کے والد بزرگوار محمد خیر الدین انھیں فیروزبخت (تاریخی نام) کہہ کر پکارتے تھے۔ مولانا 1888ء میں مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔ والدہ کا تعلق مدینہ سے تھا سلسلہ نسب شیخ جمال الدین افغانی سے ملتا ہے جو اکبر اعظم کے عہد میں ہندوستان آئے اور یہیں مستقل سکونت اختیار کرلی۔

ابو الکلام آزاد



مناصب

رکن مجلس دستور ساز بھارت



1st Union Minister of Education	
In office 15 August 1947 – 22 February 1958	
Prime Minister	Jawaharlal Nehru
Preceded by	*Office Established*
Succeeded by	K. L. Shrimali
Member of Parliament, Lok Sabha	
In office 21 February 1952 – 22 February 1958	
Constituency	Rampur, Uttar Pradesh

اورنگ زیب برہان
پور شہزادہ کی خالہ
زین آباد کے باغ 'آہو
خانہ' میں ٹہل رہی
تھیں
وہ بھی اپنی
نوکرانیوں کے ساتھ
سیر کے لئے آئی تھی

ان لونڈیوں میں سے
کسی ایک کی جادوئی
گانے، خوبصورتی اور
خوبصورتی کا کوئی
مقابلہ نہیں تھا، چلتے
چلتے وہ سب ایک
درخت کے نیچے سے
گزرے جس کی شاخوں
پر آم لٹک رہے تھے

جیسے ہی وہ سب درخت
کے نیچے پہنچے،
نوکرانی نے نہ تو
شہزادے کا کوئی احترام
کیا اور نہ ہی خالہ کی
موجودگی پر کوئی توجہ
دی، اس نے دلیری سے
چھلانگ لگائی اور ایک
اونچی شاخ سے آم توڑ
لیا

اورنگزیب، ہیرا بائی کو دیکھ کر، خود پر قابو نہ رکھ سکا، بے ہوش ہو کر زمین پر گر گیا، یہ خبر آنٹی تک پہنچی تو وہ ننگے پاؤں دوڑتی ہوئی آئیں اور اسے گلے لگا کر رونے لگیں، تین چار گھنٹے بعد شہزادے کو ہوش آیا

خالہ نے پوچھا یہ کیا بیماری ہے؟ کیا آپ کے ساتھ پہلے کبھی ایسا ہوا ہے؟

شہزادے نے کوئی جواب نہیں دیا۔ آدھی رات تھی جب شہزادے نے کہا، "اگر میں اپنی بیماری کا ذکر کروں تو کیا آپ اس کا علاج کر سکتے ہیں؟..........



BBC NEWS हिन्दी

होम पेज भारत विदेश मनोरंजन खेल

औरंगज़ेब की हीराबाई से मोहब्बत की दास्तान



औरंगज़ेब की हीराबाई से मोहब्बत की दास्तान



https://www.bbc.com/hindi/india-63068809

Mughal History: हीराबाई ने कैसे लिया औरगंजेब का इम्तिहान, जिसके चर्चे पूरी सल्तनत में हुए थे



अप्रैल के महीने में एक बैठक चल रही थी. अचानक औरंगज़ेब बैठक छोड़कर अपने उसी कमरे की ओर जाने लगा, जिसमें उसने हीराबाई को रखा हुआ था. इससे .मीर खलील जो कि बुरहानपुर का सूबेदार था और शुरू से ही इस बात का राजदार था. लेकिन उस दिन उसे औरंगजेब की इस हरकत पर गुस्सा आया.

TV9 भारतवर्ष

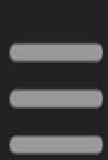
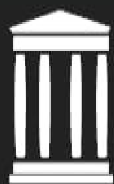
Channel LIVE 5

देश राज्य चुनाव SPORTS9 मनोरंजन वेब स्टोरी

Hindi News > Knowledge > Mughal History: Auran

Mughal History: हीराबाई ने कैसे लिया औरगंजेब का इम्तिहान, जिसके चर्चे पूरी सल्तनत में हुए थे

https://www.tv9hindi.com/knowledge/mughal-history-aurangzeb-almost-drank-wine-to-prove-his-love-for-hirabai-au585-1821373.html

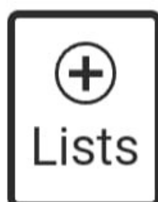


INTERNET
ARCHIVE

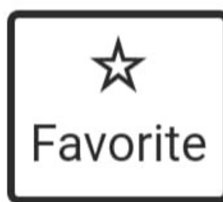


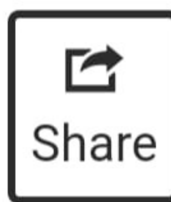

Getty

BBC
NEWS
हिन्दी

https://archive.org/details/aurangzeb-heera-bai-bbc-hindi-720-p-hd







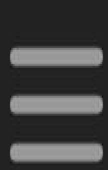
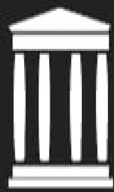
Maasir Al Umara Vol 1 Persianindex And Toc At End

Edit Manage History

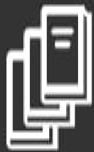
Topics	مآثر الامراء, از نواب صمصام الدولہ شاہنواز خان
Collection	opensource
Item Size	1.6G

this item is currently being modified/updated by the task: derive

مآثر الامراء, از نواب صمصام الدولہ شاہنواز خان



INTERNET
ARCHIVE



Viewable Files (3)





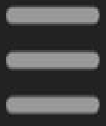
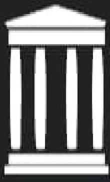
MaasirAl-umara_persian_volume2.pdf PDF

MaasirAl-umara_vol.3_persian.pdf PDF

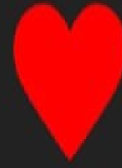
MaasirAl-umara_vol1_persianindexAndTocAtEnd.pdf PDF

This file is large

https://archive.org/details/maasir-al-umara-vol-1-persianindex-and-toc-at-end

INTERNET
ARCHIVE







غبارِ خاطر

قلعہ احمد نگر کی اسیری (از ۹ اگست ۱۹۴۲ء
تا ۱۵ جون ۱۹۴۵ء) کے زمانے کی تحریرات

https://archive.org/details/2025010
2_20250102_0618

ہندوستان کے تمام، نوابوں کے شہر میں سَیّدوں کا شجرہ ،درجنوں قسم کے صرف 100 روپے میں ملتے تھے

اس کو خرید کر صرف تین چار نام لکھنا ہوتا تھا، تمام سیانے لوگ چَشْم دِید سَیّد بن گئے

تین صدی پہلے کے دفَالی، آج سَیّد بن کر بیٹھے ہیں اگلی قطار میں

نوابین کے دَور میں لکھنؤ، بھوپال اور حیدرآباد میں، سَیّدوں کا طرح طرح کا شجرہ 100 روپیہ میں فروخت ہوتا تھا

اُس وقت کے سیانے مسلمان، 100 روپیہ کا سَیّد کا شجرہ خریدا اور اپنا قصبہ اور شہر چھوڑ کر کسی دوسرے شہر میں آباد ہو گئے

خریدے گئے
شجرے کے آخیر
میں، اپنے باپ دادا
کا نام اَیڈ کیا اور
اُس شہر کے
لوگوں کو اپنے آپ
کو سَیّد بتا دیا

دوسرے طرح کے سَیّد گورے والے بَرہَمن جنہوں نے نوابین کے حرم میں............ بھیجا اور نوابین سے رشتہ داری قائم کر لی، پورا خاندان سید لکھنے لگا، لوگ کہتے ہیں لکھنؤ کے نواب کی 360 بیبیاں تھیں

تمام بڑی بڑی جائدادوں
کے مالک اور زمیندار،
سید 1757 کے بعد
انگریزوں کے ہاتھ کے ہی
بنائے ہوئے مسلمان ہیں،
جنہیں شراب، شباب اور
کباب کا لالچ دے کر
مسلمان بنوایا تھا، اُن
سے انگریزوں نے بڑے،
بڑے کام لئے تھے

جدید تحقیق میں یہ
بات سامنے آچکی
ہے کہ 1947 عیسوی
سے پہلے اور 1757
عیسوی کے بعد، بَرّ
صغیر کے 60 فیصدی
مسلمان ،انگریزوں
کے بنوائے ہوئے ہیں

بَرِّ صغیر میں انگریز،
ہندوستان کے غداروں اور
انگریزوں کے وفاداروں
کو رائے بہادر، سردار
بہادر خان بہادر اور سر
جیسے القابات سے
نوازتے تھے اور
سینکڑوں ایکڑ زرعی
زمین مفت میں دیتے تھے

مولانا مودودی، علامہ اقبال، سید سلیمان ندوی جیسے لوگوں کا استاد :

ٹامس ڈبلیو آرنلڈ

Thomas Walker Arnold

ٹامس ڈبلیو ارنلڈ





اس مضمون یا قطعے کو تھامس واکر آرنلڈ میں ضم کرنے کی تجویز دی گئی ہے۔ مزید تفصیلات

سر ٹامس واکر آرنلڈ ، سی آئی ای (19 اپریل 1864 - 9 جون1930) ایک برطانوی متشرق اور اسلامی فنون لطیفہ کا مؤرخ تھا جس نے محمڈن اینگلواورینٹل کالج ، [7] علیگڑھ مسلم یونیورسٹی اور گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور میں تعلیم دی ۔[8] وہ سر سید احمد خان کا دوست تھا اور سر سید کے اصرار پر ہی اس نے اپنی مشہور کتاب "اسلام کی تبلیغ"لکھی۔[9] آرنلڈنے شاعر اورفلسفی محمد اقبال اور سید سلیمان ندوی کو بھی پڑھایا اور وہشبلی نعمانی کا بھی اس وقت سے گھرا دوست تھا جب نعمانی علی گڑھ میں پڑھایا کرتے تھے۔[10] ہندوستان میں مسلم قوم پرستی کی تحریک پر آرنلڈ کی تعلیمات کے گھرے نقوش دیکھے جا سکتے ہیں۔

Thomas Walker Arnold

Article Talk






Sir Thomas Walker Arnold CIE FBA (19 April 1864 – 9 June 1930) was a British orientalist and historian of Islamic art. He taught at Muhammadan Anglo-Oriental College (MAO College),[1] later Aligarh Muslim University, and Government College University, Lahore.[2]

Sir

Thomas Walker Arnold

CIE



Sir

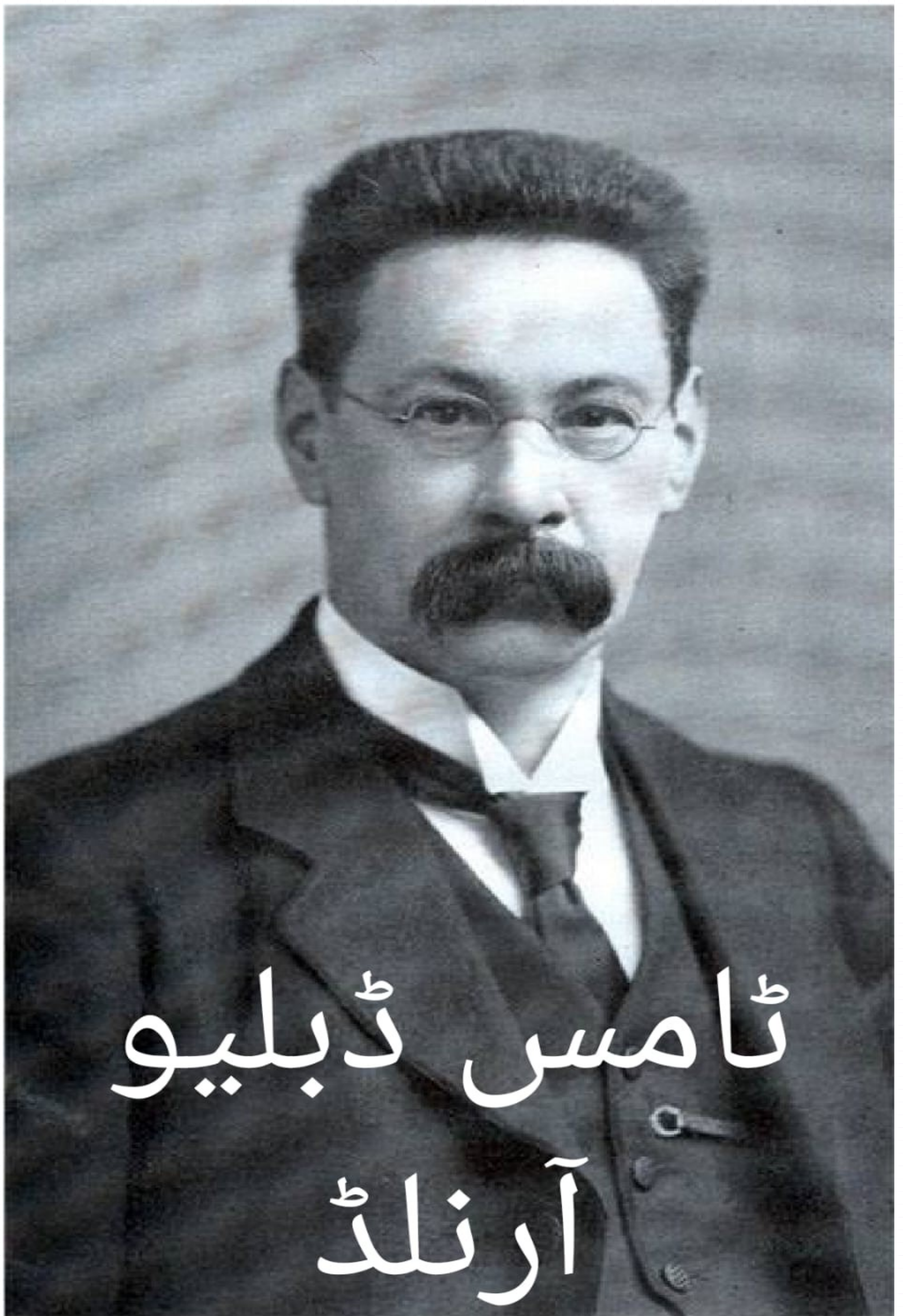
Thomas Walker Arnold

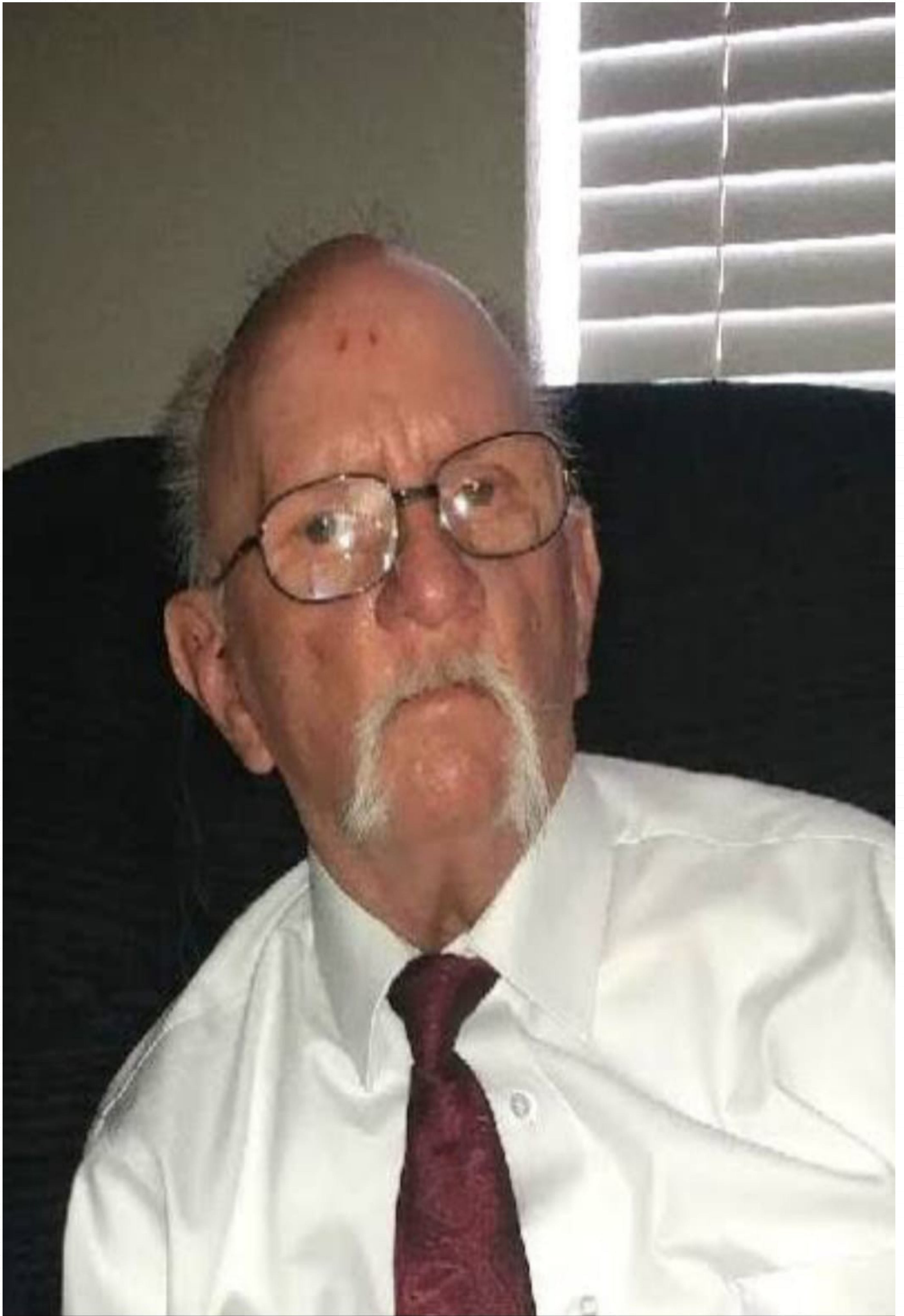
CIE



Sir Thomas Arnold

Born	19 April 1864 Devonport, Devon, England
Died	9 June 1930 (aged 66) London, England


ٹامس ڈبلیو
آرنلڈ



سَر سَیّد کے ٹامس ڈبلیو
آرنلڈ جیسے دوست رہے،
انگریزوں نے سر سید
سے محمڈن اینگلو
اورینٹل کالج کی بنیاد
رکھوائی، اُس وقت تک
ہندوستان میں انگریزی
تعلیم پر پابندی تھی،
مسلم حکومتوں کے حکم
سے

THE
Muhammadan Anglo-Oriental College Magazine.

محمڈن اینگلو اوریئینٹل کالج میگزین

New Series VOL. I.	JULY 1, 1894.	No. I.

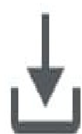
CONTENTS:

Printed at the Institute Press, Aligarh.
For Siddon's Union Club.

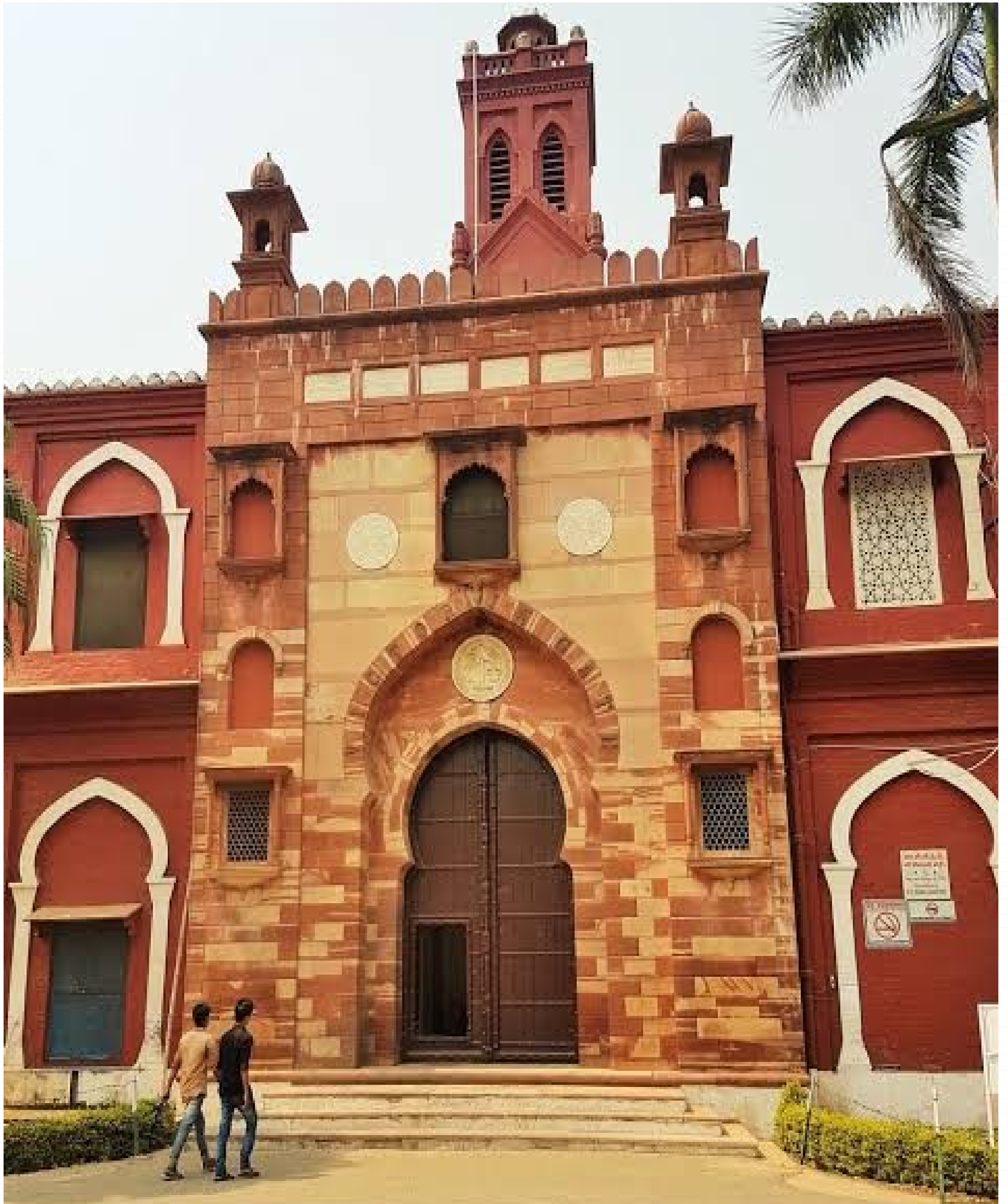
علیگڈھ انسٹیٹیوٹ پریس میں محمد ممتاز الدین کے اہتمام سے چھپا

محمدن اینگلو اورینٹل کالج

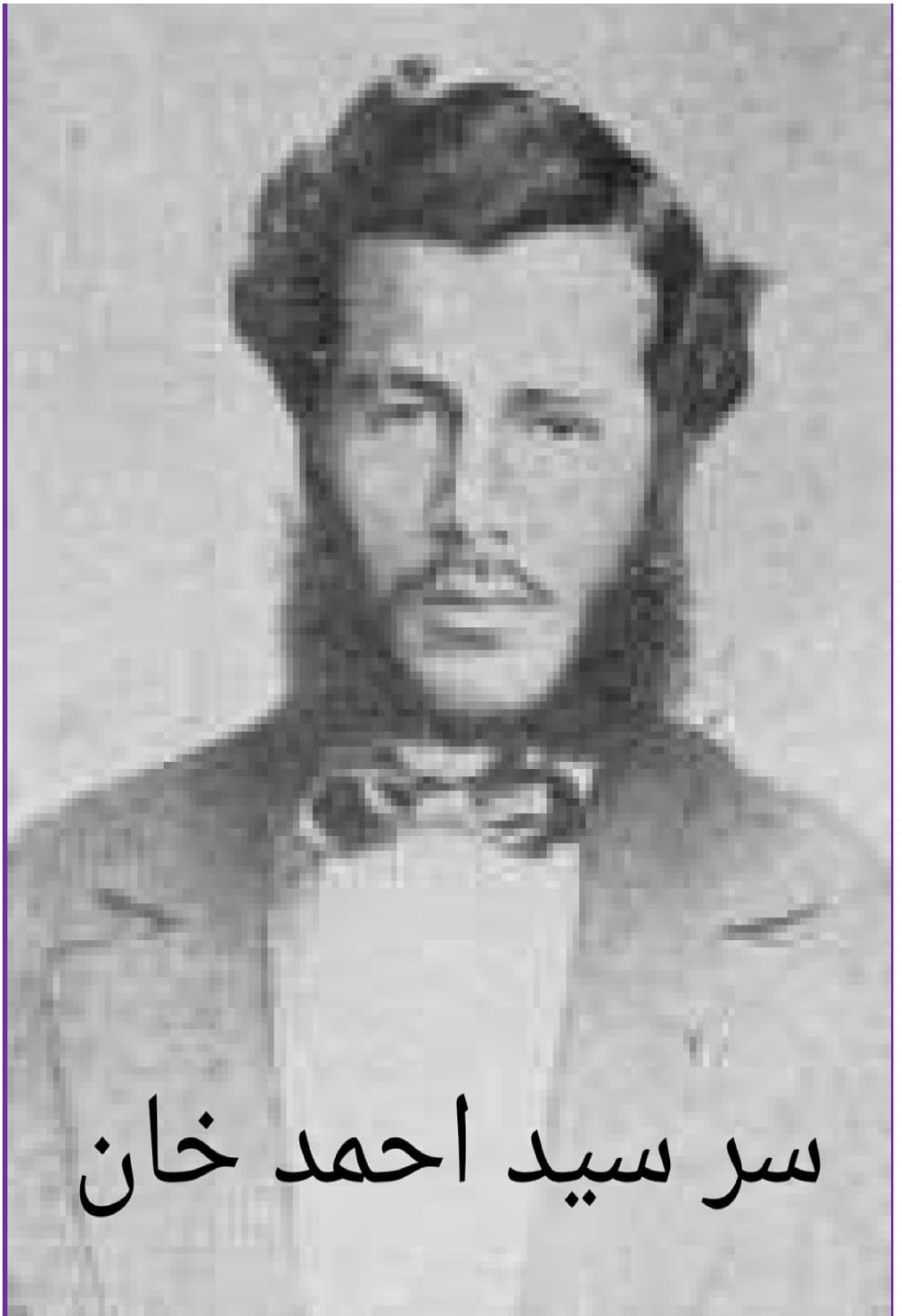




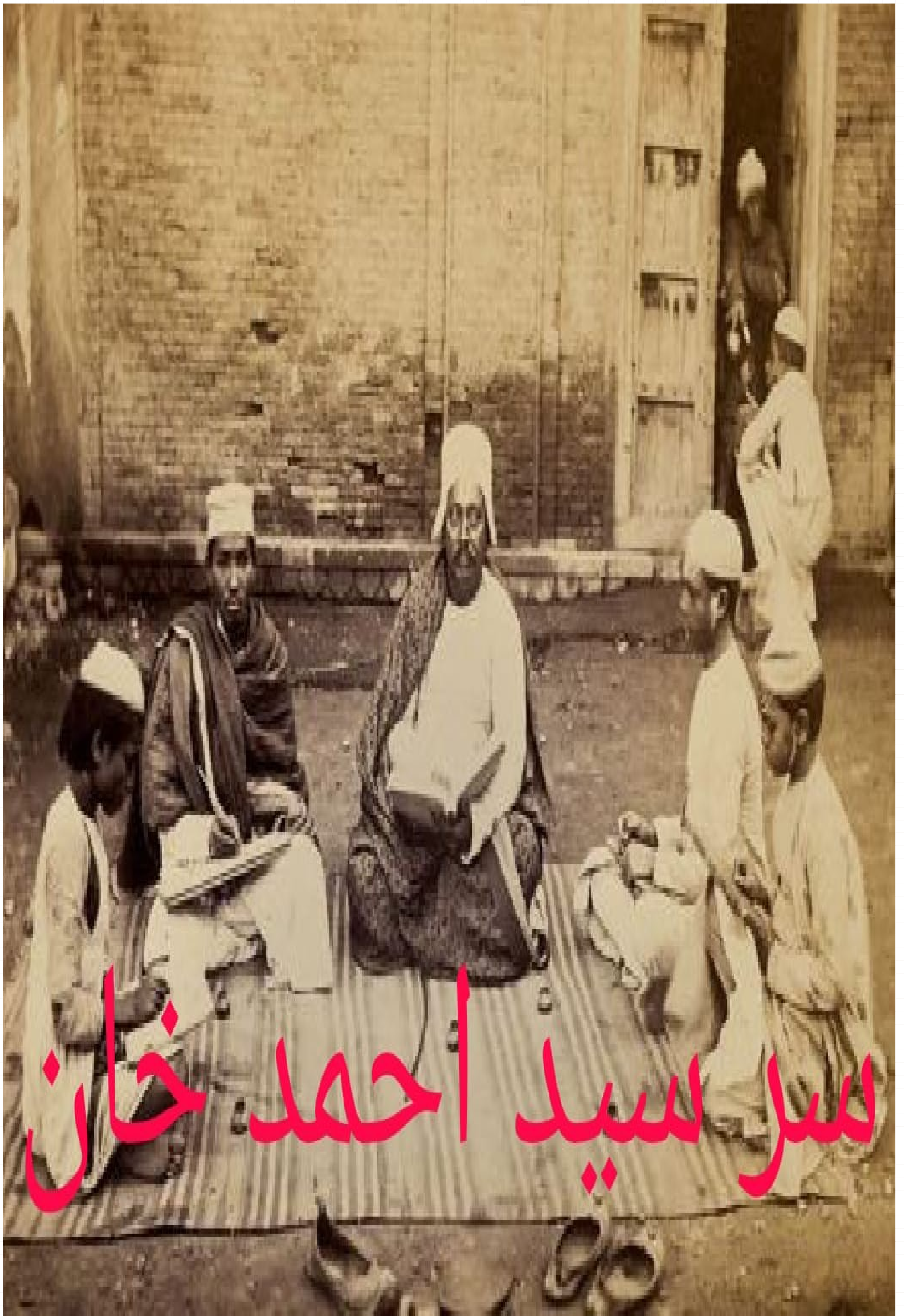

محمدن اینگلو اورینٹل کالج (Muhammadan Anglo-Oriental College) کا قیام 1875ء میں عمل میں آیا۔ کالج ملکہ وکٹوریہ کی سالگرہ کے موقع پر ایک پرائمری اسکول کے طور پر 24 مئی 1875ء کو قائم ہوا۔[1][2] 1875ء میں اس کا آغاز **مدرسہ العلوم مسلمان ہند** کے نام سے کیا گیا اور دو سال کے بعد اس کو نام تبدیل کر کے **محمدن اینگلو اورینٹل کالج** رکھ دیا گیا۔


©Manimugdha S Sharma

انگریزوں نے سید
احمد خاں جیسے
لوگوں کو مسلمان
بنوایا، ٹامس ڈبلیو
آرنلڈ جیسے انگریزوں
سے ،انگریزوں نے
سر سید کو سر کا
خطاب دیا اور بڑی
بڑی جائدادیں دیں


سر سید احمد خان

سر سید احمد خان


سر سید احمد خان



Seen at the dinner given by the Motamar's President to Quaid-e-Azam Mohammad Ali Jinnah in Cairo 1946 are: (Sitting from Left) H.M. Assayed Idris Ansanusi (late) King of Libya; Mohummed Amin Al-Husseini Grand Mufti of Palestine and President of the Motamar Al-Alam Al-Islami (World Muslim Congress); Quaid-e-Azam Mohammad Ali Jinnah Founder of Pakistan; His Eminence Sheikh Al-Azhar, Mustaga Abdul Razzaq; H.E. Abdul Rahman Azzam, Secretary General of the Arab League; H.E. Makram U"baid, Secretary General of the Wafd Party in Egypt and Finance Minister in Egypt.(Standing from Left)His Eminence Shaikh Hasan Al-Banna, the Leader of the Ikhwan Al-Muslimeen Movemert; H.E. Fawzi Al-Mulqi, the Ambassador of Jordan in Egypt; Mr. Liaquat Ali Khan, (the First Prime Minister of Pakistan); H.E. Abdul Majeed Ibrahim Saleh, Minister of Communications in Egypt; H.E. Ebrahim Abdul Hadee, Prime Minister of Egypt; H.E. Shaikh Yusuf Yaseen, Adviser to His Majesty King Abdul Aziz of Saudi Arabia; Haji Mohummed Salem, a famous industrialist of Egypt and H.E. Jamal Al-Husseini, Adviser to His Majesty King of Saudi Arabia.

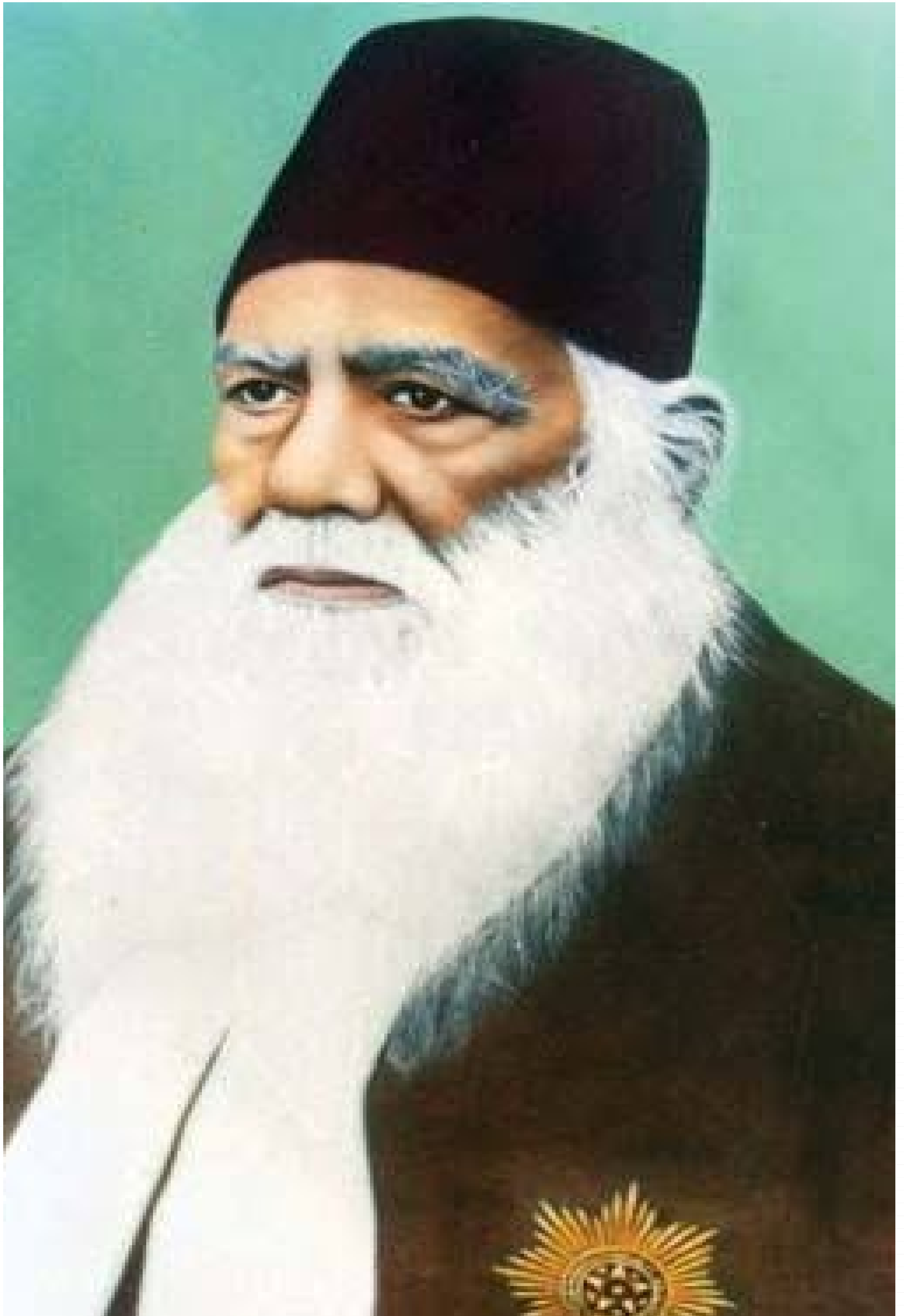




All-India Muslim League(1906):

آل بھارت مسلم لیگ





محمڈن اینگلو اورینٹل کالج کے پرنسپل، ہنری جارج امپی سڈنز، تھیوڈور موریسن، ولیم آرچبولڈ، تھیوڈور بیک اور جی ایچ تولی

موجودہ اسلام

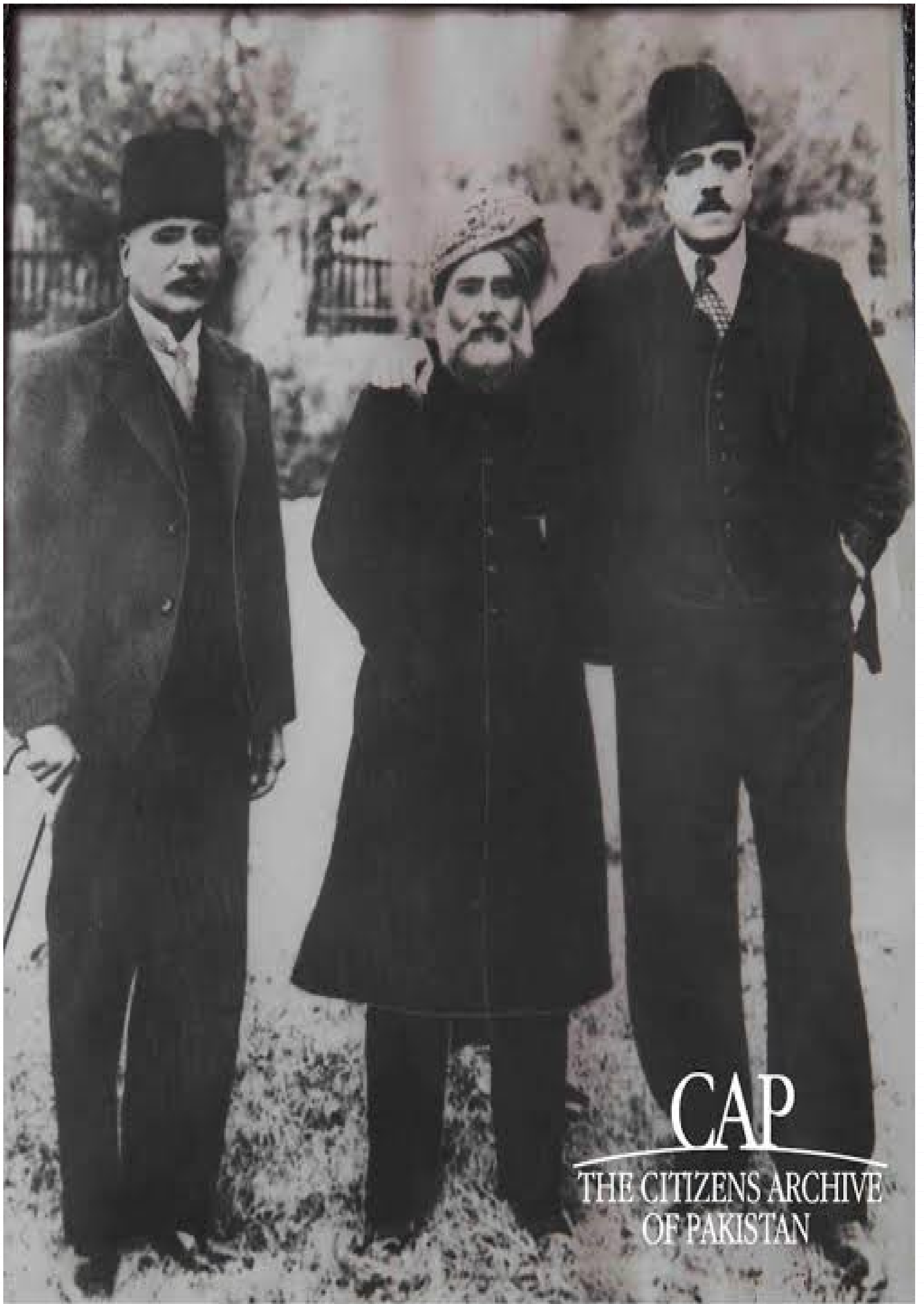
سے پہلے کے

اسلام کے

صفحے اوّل کے

قائد شکلیں

دیکھ لیں



DONATED BY **YOUSAF SALAHUDDIN**



Author

Abdul Hameed Arain

سیرت النبی کے مصنف، سید سلیمان ندوی،
علامہ اقبال اور سر راس مسعود، سر سید احمد
خان کے اکلوتے پوتے تھے

See translation



سیرت النبی کے
مصنف
سید سلیمانندوی
علامہ اقبال اور سر
راس مسعود سر
سید احمد خان کے
اکلوتے پوتے تھے

سیرۃ النبی ﷺ

جلد اول

علامہ شبلی نعمانیؒ

دار المصنفین شبلی اکیڈمی

سیرت النبی ﷺ پر سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب

اب صرف ایک جلد میں

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

SIRAT-UN-NABI



علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ

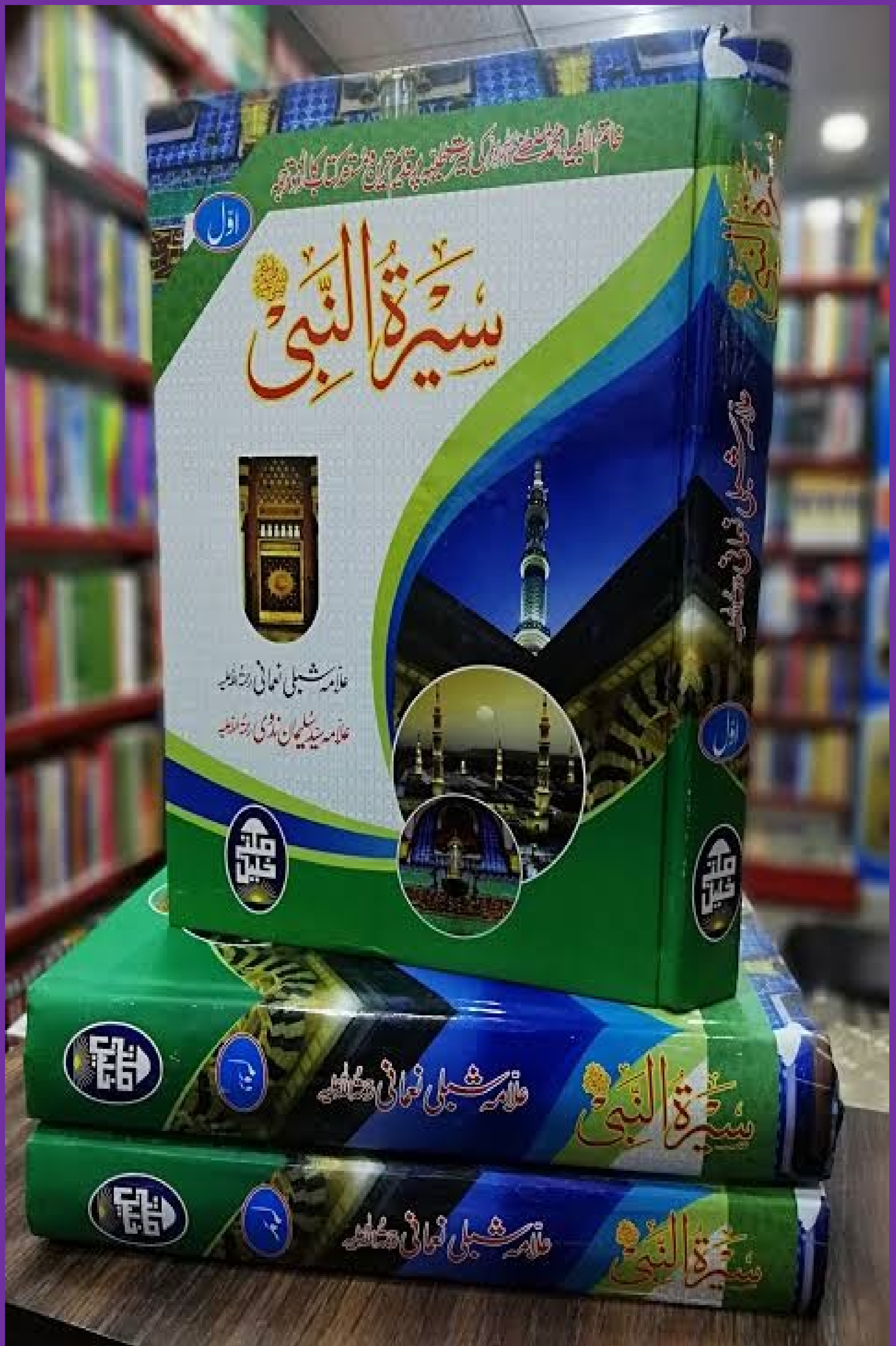




سیرۃ النبی ﷺ
علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ
علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ
۱-۲
الفیصل

سیرۃ النبی ﷺ
علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ
علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ
۳-۴
الفیصل

سیرۃ النبی ﷺ
علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ
علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ
۵-۶-۷
الفیصل


اول
سیرۃ النبی
علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ
علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ



اردو زبان میں سرور عالم ﷺ کی سیرت پر جامع ترین کتاب
سیرت النبی ﷺ
علامہ شبلی نعمانی
علامہ سید سلیمان ندوی
مکتبۃ الحسن


سیرۃ النبی ﷺ
۵_۶_۷
الفیصل
سیرۃ النبی ﷺ
۴
الفیصل
سیرۃ النبی ﷺ
۳
الفیصل
سیرۃ النبی ﷺ
۱_۲
الفیصل



مولانا سیّد سلیمان ندوی

(۱۹۱۲ء)


سید سلیمان ندوی



سلیمان ندوی کی ایک نایاب تصویر، جو انھوں نے ۱۹۲۰ء میں لندن میں کھنچوائی تھی؛



سر راس مسعود









پہلا رو:- دائیں سے بائیں" لیڈی سمتھ، کرنل سمتھ، رسالدار سجاد گل، سر راس مسعود "

دوسرا رو:- " " " محمد مارماڈیوک آف پکتھال "

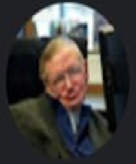
تیسرا رو:- " " " نمبر (۲) مولوی عبدالمجید امام، نمبر (۱) حبیب ابراہیم رحمت اللہ "

نماز عید کے بعد
ووکنگ مسجد کے سامنے لندن
۱۹۱۹ء

علامہ اقبال کے دادا، سہج رام سپرو ،افغان گورنر عظیم خان (1809-1819) کا کے ملازم تھے،



Google





Sahaj Ram Sapru





All Images Videos News Shopping We

हिंदी में खोजें सहज राम सप्रू







Google Books
https://books.google.com › about



Sahaj Ram Sapru

Sahaj Ram Sapru was the grandfather of the British-Indian Muslim philosopher Sir Muhammad Iqbal, who was an official in Kashmir during the...



Google Books

https://books.google.com › about



Sahaj Ram Sapru

Sahaj Ram Sapru was the grandfather of the British-Indian Muslim philosopher Sir Muhammad Iqbal, who was an official in Kashmir during the...

Search Images Maps Play YouTube News Gmail Drive More ▾ dewhameed.29292@gmail.com ▾



Books

Add to my library

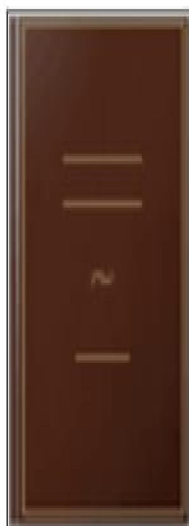
GET PRINT BOOK

No eBook available

Rediff Books
Flipkart
Infibeam

Find in a library
All sellers »

Sahaj Ram Sapru

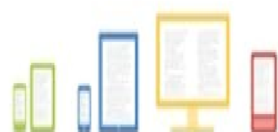


Jesse Russell, Ronald Cohn

Book on Demand, 2012 - 80 pages

High Quality Content by WIKIPEDIA articles! Sahaj Ram Sapru was the grandfather of the British-Indian Muslim philosopher Sir Muhammad Iqbal, who was an official in Kashmir during the administration of the Afghan Governor Azim Khan (1809-1819). According to R.K. Parimu, the author of

More »



Shop for Books on Google Play

Browse the world's largest eBookstore and start reading today on the web, tablet, phone, or ereader.

Go to Google Play Now »

Bibliographic information

Title	Sahaj Ram Sapru
Editors	Jesse Russell, Ronald Cohn
Publisher	Book on Demand, 2012
ISBN	5511844306, 9785511844305
Length	80 pages

Export Citation BiBTeX EndNote RefMan

▸ My library

▸ My History

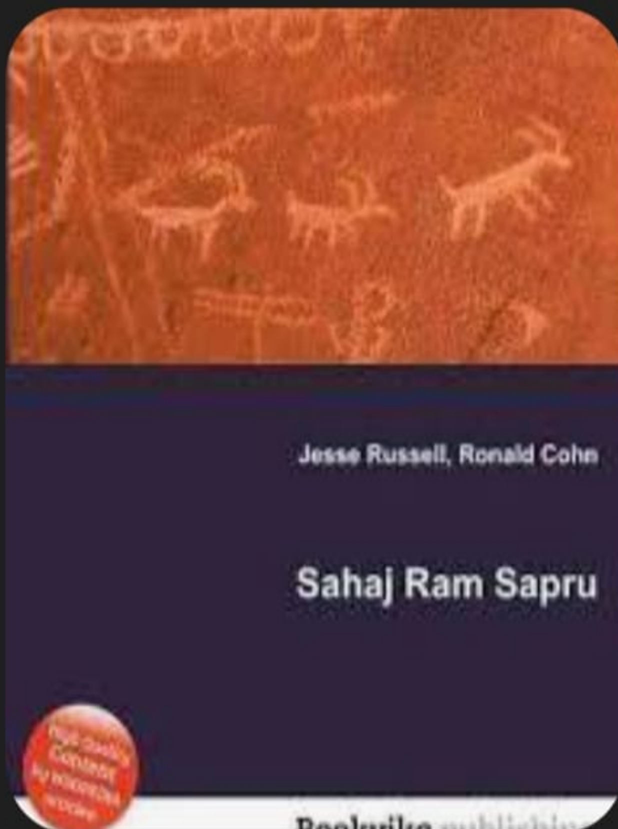

Google Books
https://books.google.com › about


Sahaj Ram Sapru

Sahaj Ram Sapru was the grandfather of the British-Indian Muslim philosopher Sir Muhammad Iqbal, who was an official in Kashmir during the...

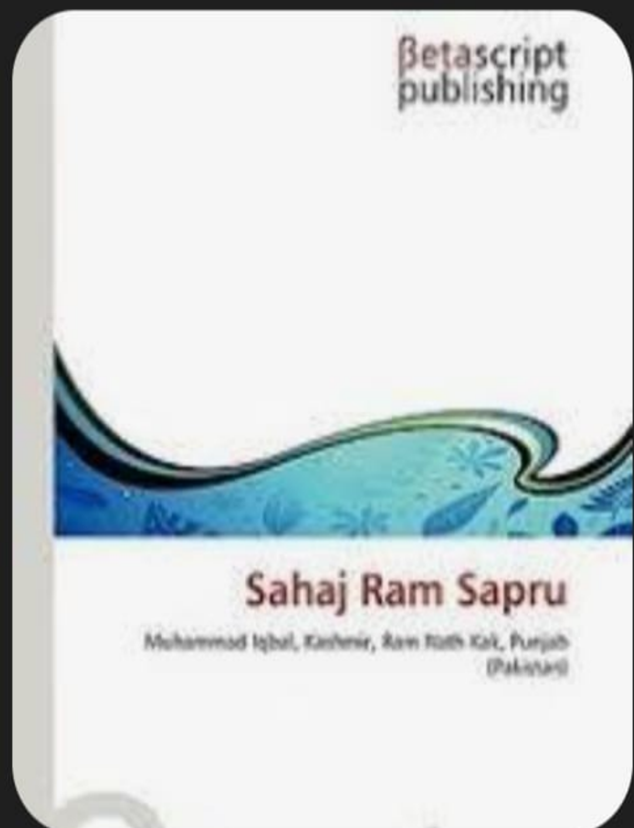
Images





Buy Sahaj RAM Sapru by u...

 Flipkart 



Buy Sahaj Ram Sapru boo...

 Sapna Online 



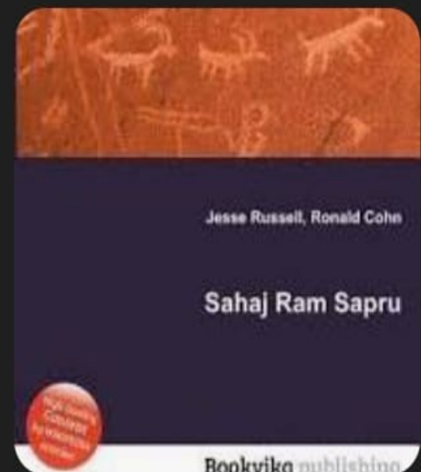
Flipkart

https://www.flipkart.com › sahaj-r...



Buy Sahaj RAM Sapru by unknown at Low Price in India

Sahaj RAM Sapru (English, Paperback, unknown). Highlights. •. Language: English. •. Binding: Paperback. •. Publisher: Book on Demand Ltd. •. ISBN: ...





Sapna Online

https://www.sapnaonline.com › sa...



Sahaj Ram Sapru

Sahaj Ram Sapru was the grandfather of the British-Indian Muslim philosopher Sir Muhammad Iqbal, who was an...

₹5,994.00 · Out of stock





Jesse Russell, Ronald Cohn

Sahaj Ram Sapru



Bookvika publishing

Betascript publishing



Sahaj Ram Sapru

Muhammad Iqbal, Kashmir, Ram Nath Kak, Punjab (Pakistan)



Lambert M. Surhone,
Mariam T. Tennoe, Susan F. Henssonow (Ed.)

Wikipedia

Sahaj Ram Sapru



Sahaj Ram Sapru

Sahaj Ram Sapru was the grandfather of the British-Indian Muslim Philosopher, Sir Dr. Muhammad Iqbal, who was an official in Kashmir during the administration of the Afghan Governor Azim Khan (1809-1819). According to Dr R.K. Parimu, the author of "History of Muslim Rule in Kashmir" and Ram Nath Kak's book "Autumn Leaves", Sapru had embezzeled state funds, and when his guilt was established, the Afghan governor, Azim Khan, gave him the choice of death or conversion to Islam. Sahaj Ram Sapru chose life, and assuming new names, he and his family moved to Sialkot in the Punjab.

References

* Harvard reference

Surname1 = Kak

Given1 = Ram Nath

Year = 1995

Title = Autumn Leaves (Kashmiri Reminiscences)

Publisher= South Asia Books



WIKIDATA



(Q7399425)



English



Sahaj Ram Sapru

Mohammad Iqbal's grandfather



In more languages

Hindi

सहज राम सपरू

No description defined

Urdu

سہج رام سپرو

علامہ اقبال کے دادا

سہج رام سپرو
اپنی ملازمت میں
ہی، علامہ اقبال
کے دادا نے
ریاستی فنڈز میں
غبن کیا، جرم ثابت
بھی ہو گیا

عظیم خان نے سزا کے طور پر دو باتیں رکھیں، موت کی سزا یا اسلام قبول کرنا، علامہ اقبال کے دادا موت سے ڈر کر اسلام قبول کر لیا

علامہ محمد
اقبال کے دادا
شیخ محمد
رفیق کے
خاندان کے تمام

لوگ بھی
مسلمان ہو گئے

علامہ اقبال کے آباؤ
اجداد کشمیری برہمن
کے گوتر سپرو،
جنوبی کشمیر کے
گاؤں کولگام سے

ہجرت کر کے پنجاب کے سیالکوٹ میں آباد ہو گئے

علامہ اقبال کے دادا ، سہج رام سپرو سپرو

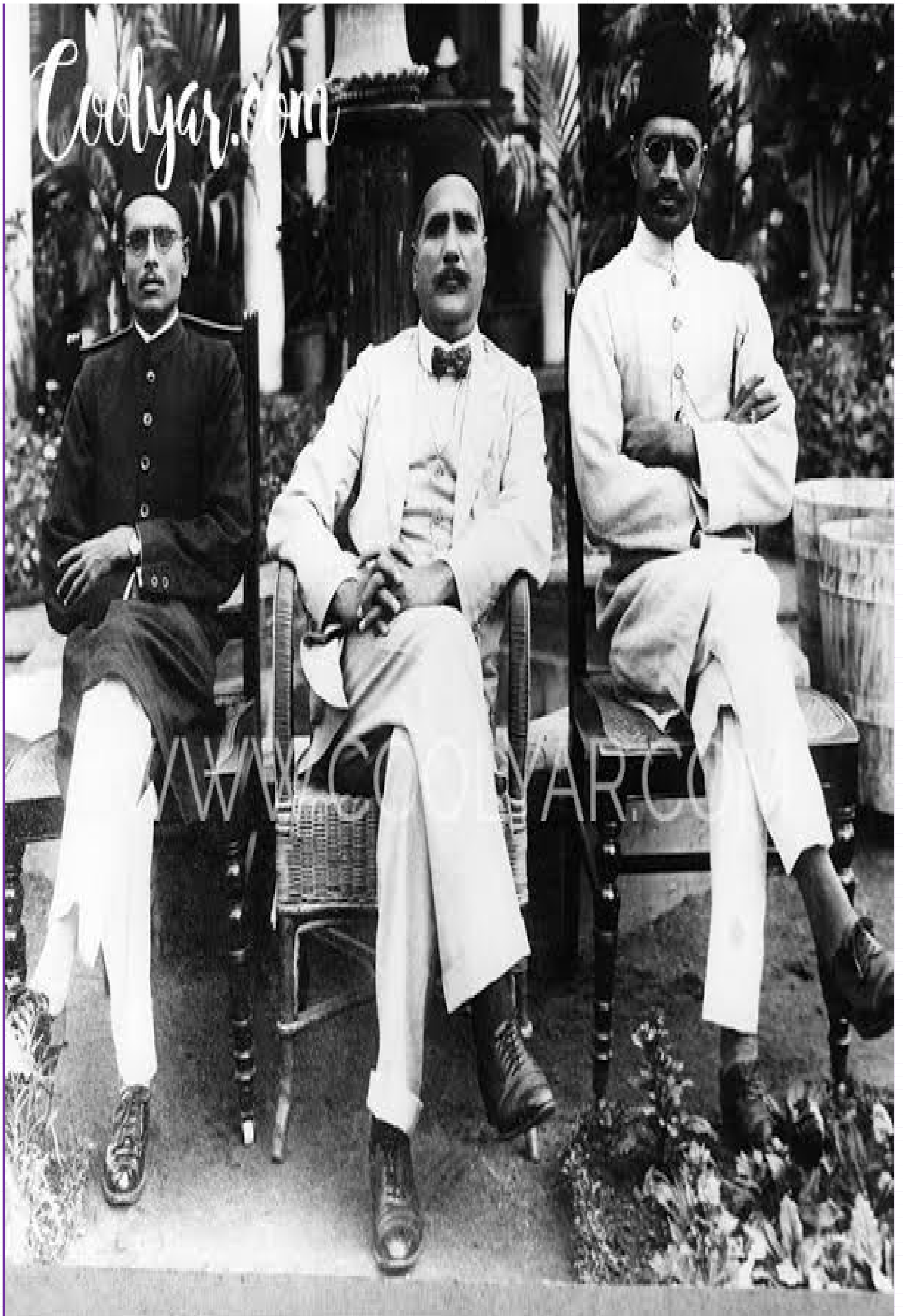
کشمیری،
پنڈت، برہمن
ہیں

Sapru Sapru or
Saproo is a
Kashmiri Pandit
clan and surname
native to the

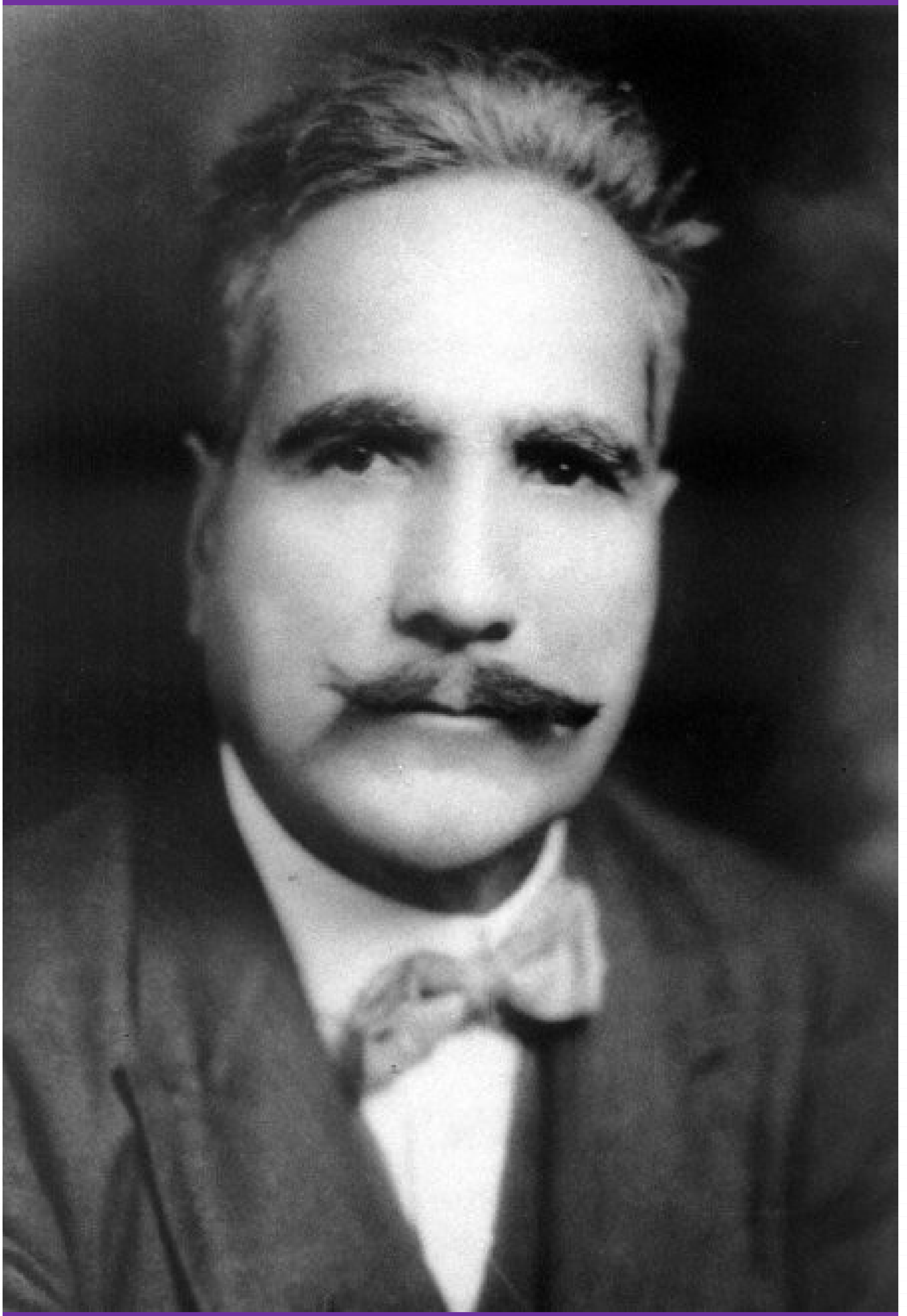
Kashmir Valley of Jammu and Kashmir, India. Most Saprus are Hindus, while some are Muslims

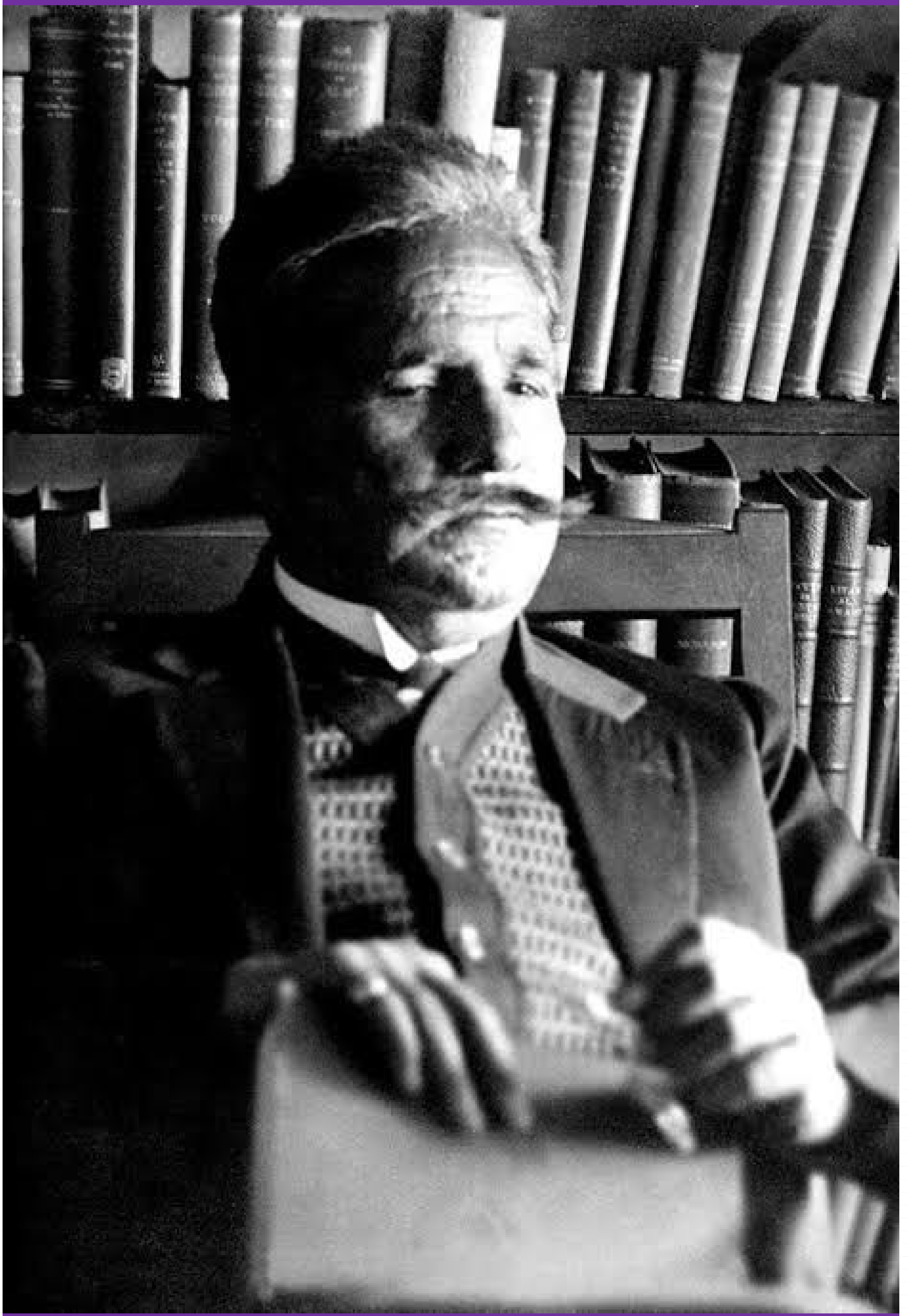
علامہ اقبال
کے والد کے والد

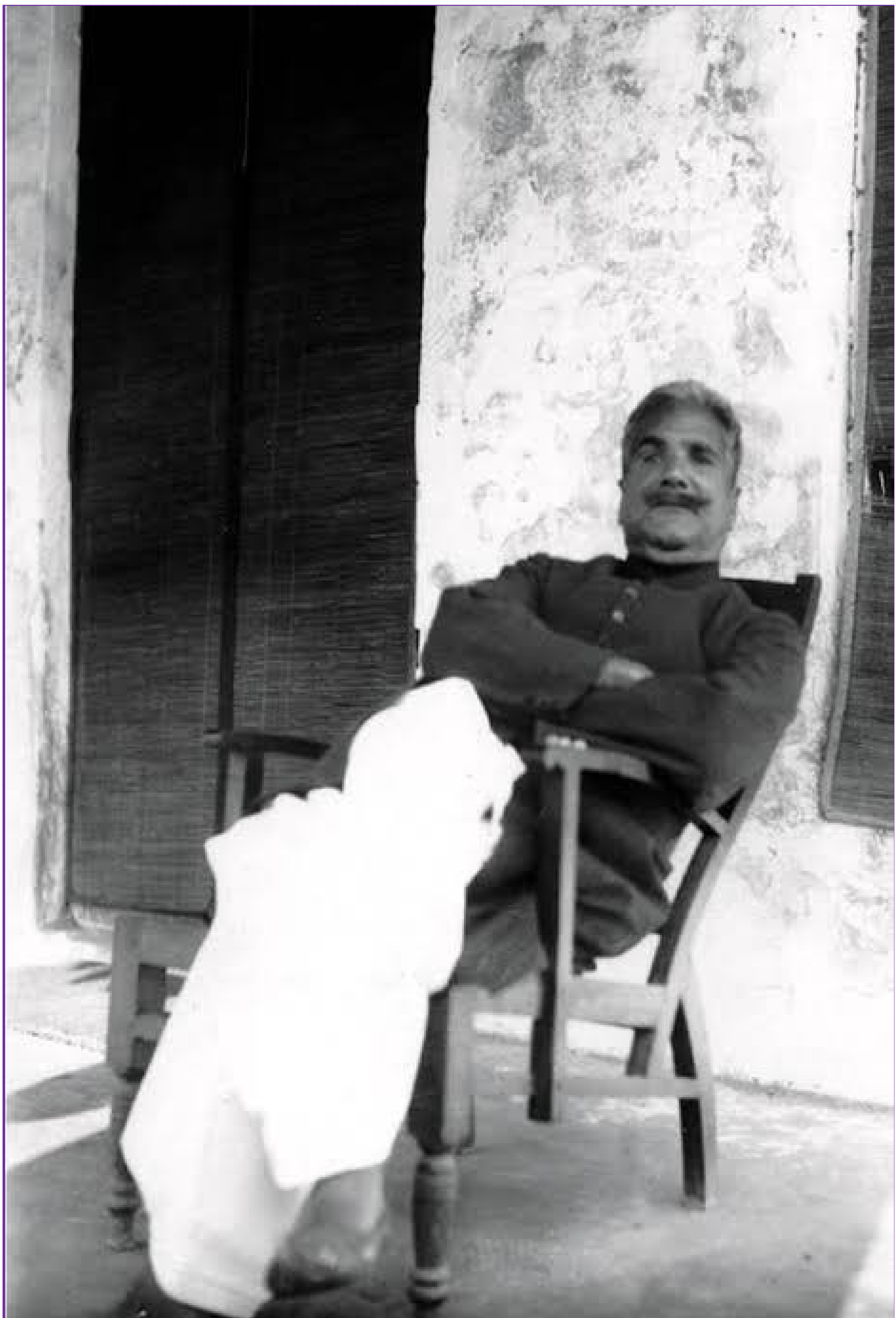



Coolyar.com











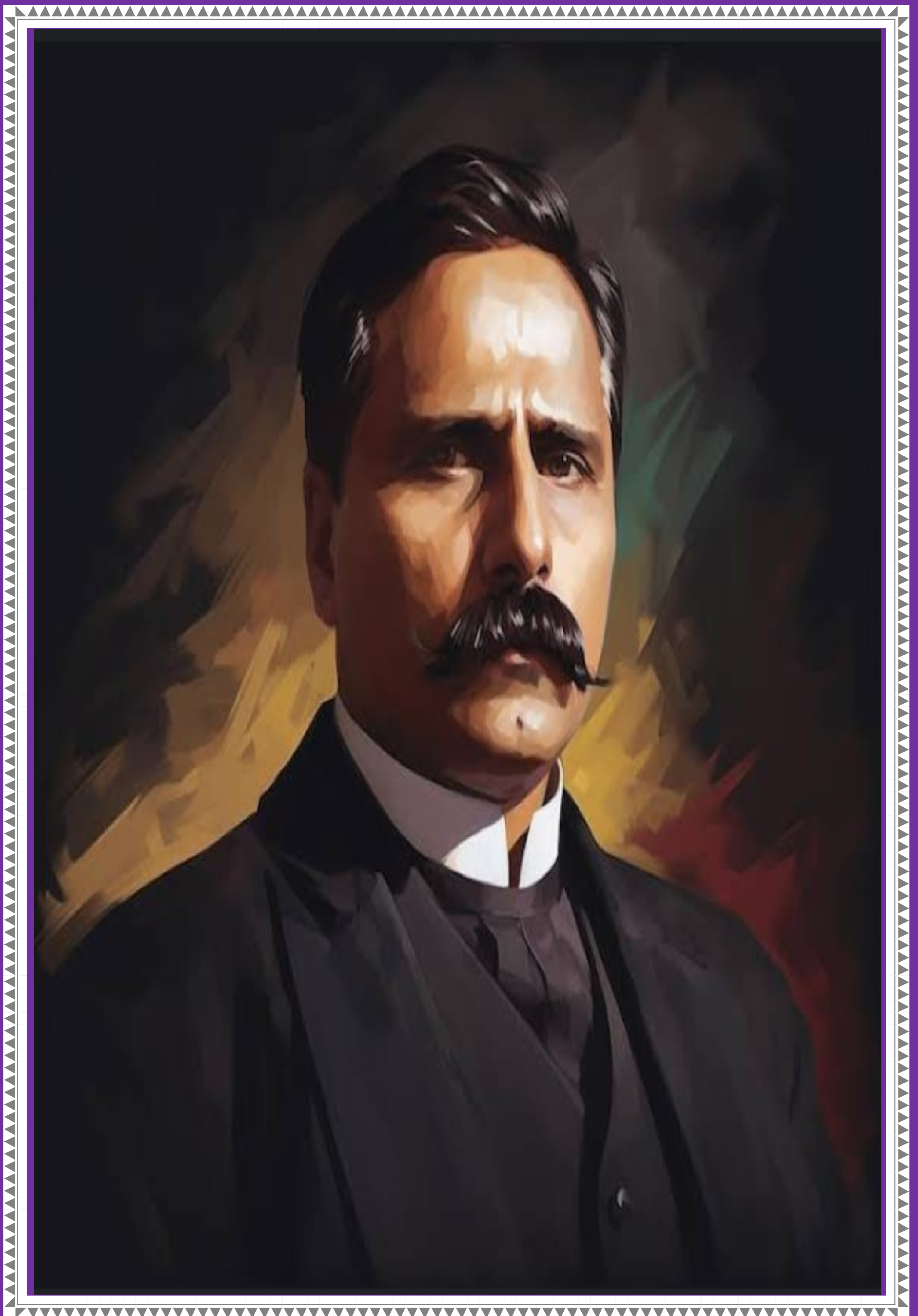

J. CAUT

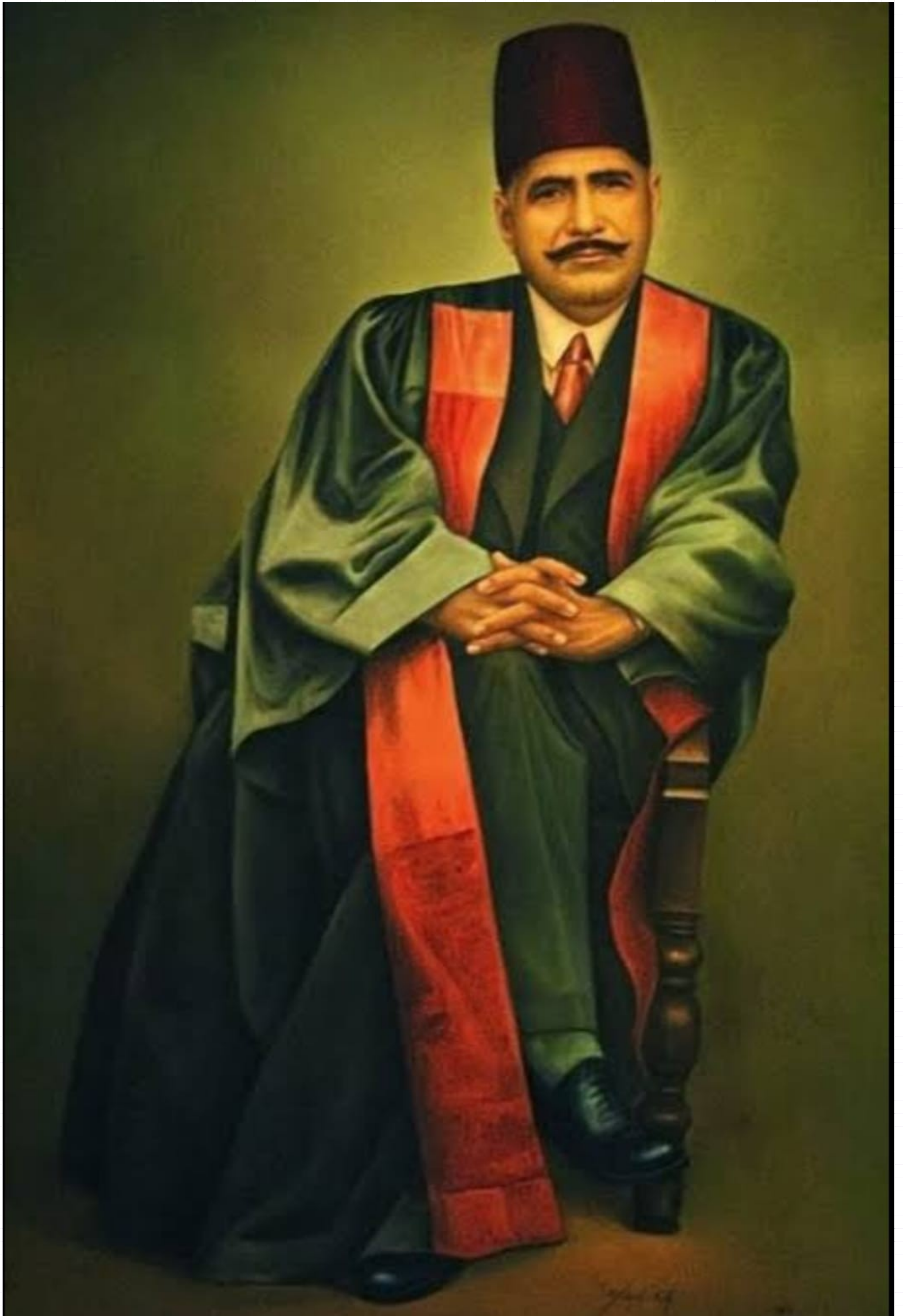
علامہ اقبال علیگڑھ مسلم یونیورسٹی رائیڈنگ اسکول کی ٹیم کے ساتھ









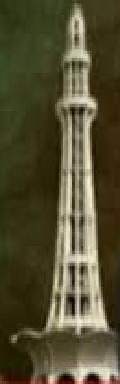


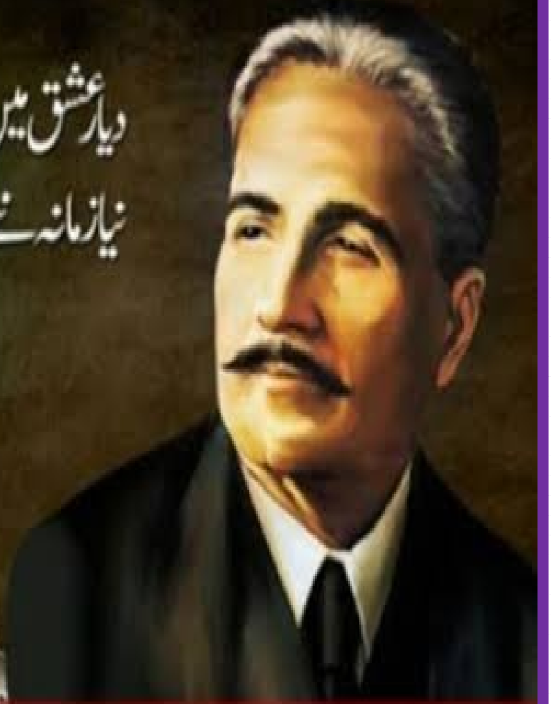
شاعر مشرق
انگریزوں کا ایجنٹ،
شرابی شباب و کباب
کا شوقین قوم کو بے
وقوف بنا کر، جذباتی
اشعار سناتا رہا، قوم
نے علامہ کے خطاب
سے نواز دیا

شاعرِ مشرق علامہ اقبال

Celebrates
Iqbal Day
9 NOVEMBER

دیارِ عشق میں اپنا مقام پیدا کر
نیا زمانہ نئے صبح شام پیدا کر





شاعر مشرق نے
تواریخ و جغرافیہ کے
ساتھ زنا بالجبر کر ڈالا،
قوم کے تعلیم یافتہ
لوگ بھی تالیاں بجاتے
رہے، سینکڑوں اشعار
کا حقیقت سے کوئی
تعلق نہیں ہے

شاعرِ مشرق کے
شعر پر غور کریں،
دشت تو دشت ہیں
دریا بھی نہ چھوڑے
ہم نے، بحرِ ظلمات
میں دوڑا دئیے
گھوڑے ہم نے

علامہ محمد اقبال
رحمۃ اللہ علیہ

دشت تو دشت ہیں، دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحرِ ظلمات میں دوڑا دیے گھوڑے ہم نے

(شکوہ)

بحرِ ظلمات : اس سے مراد وہ سمند ہے جسے ہمارے ہاں اوقیانوس یا اطلانٹک کہتے ہیں۔ یہ افریقہ، یورپ اور امریکہ کے درمیان واقع ہے گھوڑے دوڑانے سے عقبہ بن نافع کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو مراکش فتح کرنے کے بعد جب سمندر کے کنارے پہنچا تو گھوڑا سمند میں ڈال دیا اور بڑی حسرت سے آسمان کی طرف منہ کرکے بولا! اے خدا افسوس کہ تیری زمین ختم ہو گئی ورنہ میں اسی طرح فتح کرتا اور ہر جگہ تیرے دین کی روشنی پھیلاتا چلا جاتا

ہم نے تیرے نام کی خاطر جنگل ہی نہیں بلکہ دریاؤں کو بھی نہ چھوڑا
ظلمات کے سمند میں بھی ہم نے اپنے گھوڑوں کو دوڑا دیا



علامہ ڈاکٹر محمد اقبال

دشت تو دشت ہیں، دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحرِ ظلمات میں دوڑا دیے گھوڑے ہم نے

دشت تو دشت ہیں، دریا بھی نہ
چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے
ہم نے

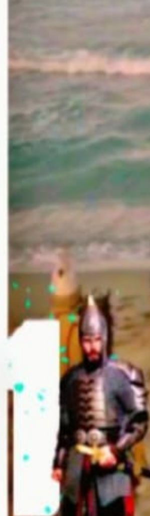
اقبال



RT1


MEHMED
FETİHLER SULTANI
Salı
20.00
(Yeni Bölüm)

RT1


MEHMED
FETİHLER SULTANI
Salı
20.00
(Yeni Bölüm)

یہ بحرِ ظلمات کس چڑیا کا نام ہے ؟

دنیا کے بڑے بحر نمبر ایک بحر الکابل بحر اوقیانوس، بحر ہند، بحر منجمد جنوبی، بحر منجمد شمالی اور عرب سے لگا ہوا بحیرہ احمر

شاعر مشرق ہمیشہ
شراباً طہورہ کے
گھوڑے پر سوار رہتے
تھے ، شراباً طہورہ کے
گھوڑے پر سوار ہو
کر، اسلامی لٹیروں کا
گھوڑا دریا پر دوڑا دیا،
جس کا حقیقت سے
کوئی تعلق ہی نہیں ہے

شاعر مشرق نے یہ
نہیں بتایا کہ مکہ،
مدینہ بغداد، کوفہ،
بصرہ دمشق اور
قاہرہ، وہ اسلامی
لٹیروں کا لشکر
کہاں سے نکلا تھا

شمالی افریقہ کا
موسیٰ بن نصیر کا
فوجی بَربَر قبیلے کا
لُٹیرا عیسائی طارق
بن زیاد بھی مراکش
سے آبنائے جبرالٹر
پر کشتیوں میں بیٹھ
کر اسپین پہنچا تھا

یہ دریا پر گھوڑے
دوڑانے کا اسلامی
افسانہ ویسے ہی ہے،
جیسے یہودیوں کا
افسانہ موسیٰ کا سمندر
میں پر لاٹھی مارنے
سے راستے کا بن جانا
تھا، جس کا حقیقت سے
کوئی تعلق نہیں ہے

انسانوں نے گھوڑے پالتو بنانا تو، 7 ہزار سال پہلے ہی شروع کیا تھا، جبکہ لاکھوں سال سے انسان افریقہ سے نکل کر یورپ، ایشیا کے آخری کنارے تک پہنچتا رہا

بحر (سمندر)






کبھی کبھی بحر الکاہل، بحر اوقیانوس اور بحر ہند کی توسیع شمار کیا جاتا ہے جو انٹارکٹکا کے گرد موجود ہیں۔



بحر اوقیانوس

بہت بڑے سمندر کو **بحر** کہتے ہیں جسے انگریزی میں ocean کہا جاتا ہے۔ مثلا بحر ہند۔ جبکہ نسبتا چھوٹے سمندر کو بحیرہ کہا جاتا ہے۔ مثلا بحیرہ عرب

درجہ	بحر	ملاحظات
1	بحر الکاہل	بر اعظم امریکا سے ایشیا اور اوقیانوسیہ کو جدا کرتا ہے [1]
2	بحر اوقیانوس	بر اعظم امریکا کو یوریشیا اور افریقا سے جدا کرتا ہے۔
3	بحر ہند	جنوبی ایشیاء کے ساتھ ہے، افریقا اور آسٹریلیا کو جدا کرتا ہے۔[1][2][3]
4	بحر منجمد جنوبی	کبھی کبھی بحر الکاہل، بحر اوقیانوس اور بحر ہند کی توسیع شمار کیا جاتا ہے جو انٹارکٹکا کے گرد موجود ہیں۔[4][5]
5	بحر منجمد شمالی	کئی مرتبہ بحر اوقیانوس کا ایک بحیرہ بھی شمار کیا جاتا ہے۔

ایسے ہی
مُغلوں کی حقیقت
جانے بغیر لوگوں
نے
شوقیہ اپنے آپ کو
مُغل لکھنے لگے

Asia

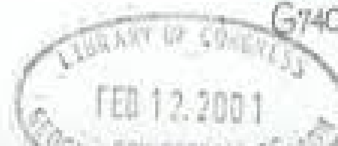
RUSSIA
KAZAKHSTAN
MONGOLIA
CHINA
JAPAN
UZBEKISTAN
TURKMENISTAN
TAJIKISTAN
IRAN
AFGHANISTAN
PAKISTAN
INDIA
BURMA
THAILAND
VIETNAM
CAMBODIA
PHILIPPINES
MALAYSIA
INDONESIA
SRI LANKA
MALDIVES
AUSTRALIA

Moscow
Astana
Beijing
Tokyo
Kabul
New Delhi
Colombo
Male
Jakarta
Bangkok
Manila
Hanoi
Saigon
Singapore
Hong Kong S.A.R.

Arctic Ocean
Bering Sea
Arabian Sea
Bay of Bengal
South China Sea
Philippine Sea
Indian Ocean

Scale 1:48,000,000
Azimuthal Equal-Area Projection

Boundary representation is not necessarily authoritative



مغلوں کے آبا وُ اجداد
چنگیز خان
چائنا کے بھی شمال
میں
مُلک منگولیا کا تھا
منگول خانہ بدوش
تھے



چنگیز خان مسلمان نہیں تھا
وہ تینگری ازم،
مزہب کو ماننے والا تھا
جس کا خدا ٹینگری تھا

Tengrism

Article Talk

Not to be confused with Tenrikyo.

Tengrism (also known as **Tengriism**, **Tengerism**, or **Tengrianism**) is a religion originating in the Eurasian steppes, based on shamanism and animism. It generally involves the titular sky god Tengri,[1] who is not considered a deity in the usual sense but a personification of the universe.[2] According to some scholars, adherents of Tengrism view the purpose of life to be in harmony with the universe.[3]

چنگیز خان

گئورگی ایوانوویچ واسیلیان

ترجمهٔ محمد پورهرمزان



یاسائے چنگیزی



مغلوں کے آبا ؤ اجداد
قرآن پر عمل نہیں کرتے تھے
وہ اپنی شریعت کی کتاب
یاسائے چنگیزی پر عمل کرتے
تھے
خان، خانم خاتون ، خاقان لفظ
غیر قرآنی اور غیر اسلامی ہیں
یہ سب مسلم ممالک کے لفظ نہیں
تھے
یہ خانہ بدوش منگولوں کے ٹائٹل
اور القابات تھے

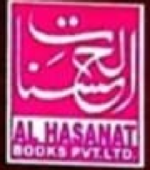
یاسائے چنگیزی





چنگیز خان کا پوتا
تولوئی خان کا
لڑکا
ہلاکو خان
جو مسلم دشمنی
کے لئے مشہور
ہے

ہلاکو خان



صبا ٹوانہ

A MONGOL RULER WHO CONQUERED MUCH OF SOUTHWEST ASIA

1217–1265



معلومات شخصیت	
تاریخ پیدائش	سنہ 1217ء
وفات	8 فروری 1265ء (47–48 سال) مراغہ
مدفن	جزیرہ شاہی ، بحیرہ ارومیہ

مدفن	جزیرہ شاہی ، بحیرہ ارومیہ
شہریت	یوآن خاندان منگول سلطنت
زوجہ	دوقوز خاتون
اولاد	اباقا خان [1]، احمد تکودار ، منگو تیمور
والد	تولی خان
والدہ	سرقویتی بیگی
بہن/بھائی	قبلائی خان ، مونگو خان ، دموگان ، اریق بوقا ، ہدودو ، موگے
خاندان	بورجگین

https://en.wikipedia.org/wiki/Hulegu_Khan

ہلاکو خان نے، جب 1258 عیسوی میں بغداد پر حملہ کیا، خلافتِ عباسیہ کو پیروں تلے کچل کر، خلافتِ عباسیہ کا خاتمہ کر ڈالا

Death counts vary widely and cannot be easily substantiated: A low estimate is about 90,000 dead;[8] higher estimates range from 200,000 to a million.[9] The Mongols looted and then destroyed buildings. Mosques, palaces, libraries, hospitals—grand buildings that had been the work of generations—were burned to the ground. The caliph was captured and forced to watch as his citizens were murdered and his treasury plundered. *Il Milione*, a book on the travels of Venetian merchant Marco Polo, states that Hulegu starved the caliph to death, but there is no corroborating evidence for that. Most historians believe the Mongol and Muslim accounts that the caliph was rolled up in a rug and the Mongols rode their horses over him, as they believed that the earth would be offended if touched by royal blood. All but one of his sons were killed. Baghdad was a depopulated, ruined city for several centuries. Smaller states in the region hastened to reassure Hulegu of their loyalty, and the Mongols turned to Syria in 1259, conquering the Ayyubid dynasty and sending advance patrols as far ahead as Gaza.

سقوط بغداد 1258ء






1258ء میں منگولوں کے ہاتھوں بغداد کی تباہی اور خلافت عباسیہ کے خاتمے کو سقوط بغداد کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ بغداد کا محاصرہ جو ۱۲۵۸ء میں ہوا ایک حملہ، جارحیت اور بغداد شہر کی بربادی تھا، اس حملہ نے بغداد کو مکمل طور پر برباد کر دیا باشندے جن کی تعداد 100،000 سے 1،000،000تھی کو شہر کے حملے کے دوران قتل کیا گیا،اور شہر جلا دیا یہاں تک کہ بغداد کے کتب خانے بھی چنگیزی افواج کے حملوں سے محفوظ نہ تھے جس میں بیت الحکمة بھی شامل ہے انھوں نے مکمل طور پر کتب خانے تباہ کر ڈالے

سقوط بغداد 1258ء
سلسلہ منگول حملے اور فتوحات 

سقوط بغداد 1258ء	
سلسلہ منگول حملے اور فتوحات	
	
عمومی معلومات	
آغاز	29 جنوری 1258
اختتام	10 فروری 1258

ہلاکو خان کی زیر قیادت منگول افواج نے خلافت عباسیہ کے دار الحکومت بغداد کا محاصرہ کرکے شہر فتح کر لیا اور عباسی حکمران مستعصم باللہ کو قتل کر دیا۔ شہر میں لاکھوں مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا اور کتب خانوں کو نذر آتش اور دریا برد کر دیا گیا۔ جنگ کے بعد منگولوں نے شام پر حملہ کیا اور دمشق، حلب اور دیگر شہروں پر قبضہ کر لیا۔ اس شکست کے ساتھ ہی امت مسلمہ کے عروج کا دور اول ختم ہو گیا۔



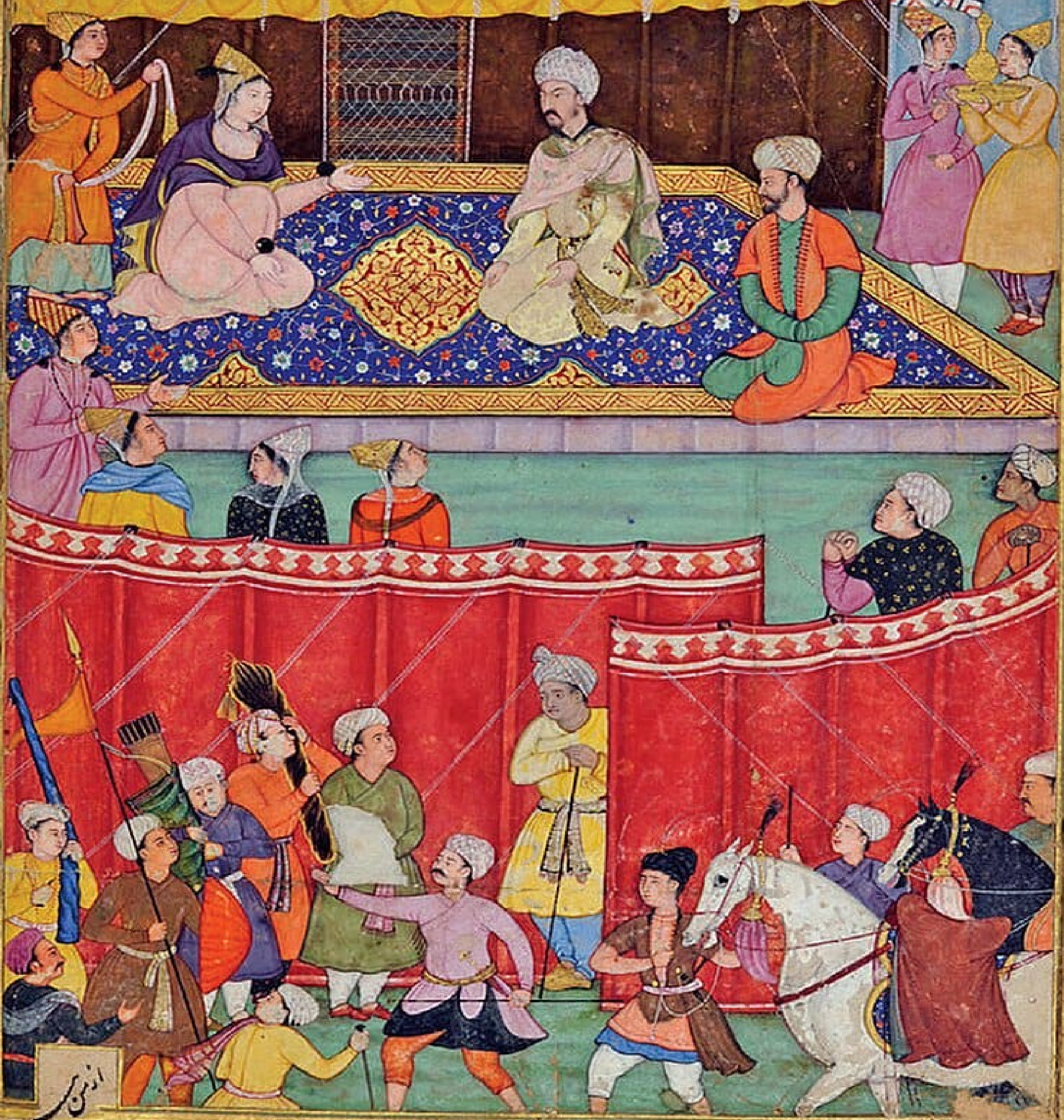
بغداد کو جلا ڈالا ، لاکھوں، لاکھ مسلمانوں کو مار ڈالا اور ہزاروں لڑکیاں اور عورتیں بغداد سے اُٹھا کر لے گیا

غیر مسلم ہلاکو خان
جن ہزاروں لڑکیوں
کو
بغداد سے اُٹھا کر
لے گیا تھا
ظہیر الدین محمد بابر
اُنہیں کا اولاد تھا

بابر کی اولادیں
اپنے آپ کو مغل
نہیں لکھتی تھیں
تحقیق کرنے کے
بعد
انگریزوں نے اُنہیں
مغل لکھا

جب 1500 عیسوی میں محمد
شیبانی خان نے دارالحکومت
سمرقند کا چھ مہینے تک
محاصرہ کیا، اپنی جان بچانے
کے لئے
شرابی، ظہیر الدین محمد بابر
نے اپنی بڑی بہن خانزادہ
بیگم کو شیبانی کے حوالے
کر کے اپنی جان بچائی اور
ہمیشہ کے لئے سمر قند
چھوڑ کر چلا گیا

فرستادند در قندز آمده بمن همراه شدند امتداد مفارقت به ده سال رسیده بود
من و محمدی کوکلداش دویده آمدیم بیگم و نزدیکان ایشان نشناختند با وجود
آنکه گفتیم هم بعد از مدتی شناختند دختر دیگر مهربانو بیگم خواهر زاییده ناصر میرزا بود





خانزادہ بیگم

بانی مغلیہ سلطنت ظہیر الدین محمد بابر کی بڑی بہن اور عمر شیخ مرزا (امیرفرغانہ) اور قتلغ نگار خانم کی بیٹی، ازبک سردار محمد شیبانی خان کی زوجہ۔





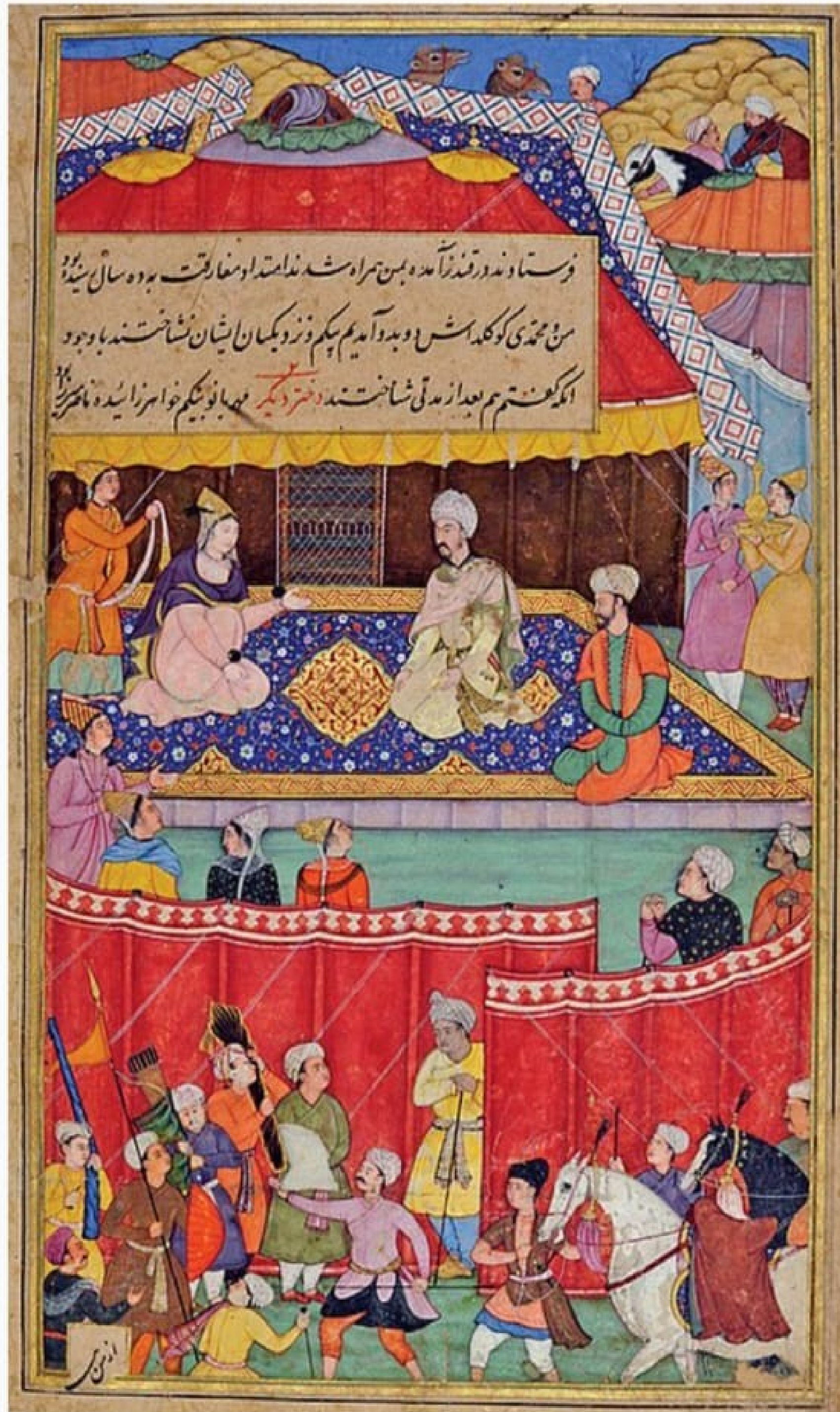

خانزادہ بیگم (پیدائش: 1478ء – وفات: ستمبر 1545ء) حاکم فرغانہ عمر شیخ مرزا کی بیٹی اور بانئ مغلیہ سلطنت ظہیر الدین محمد بابر کی بڑی بہن اور محمد شیبانی خان کی زوجہ تھی۔

خانزادہ بیگم



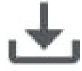
Khanzada Begum

Timurid princess and Padshah Begum



Painting depicting the reunion of Khanzada Begum and Babur in Kunduz, Afghanistan, c. 1511 AD, *Baburnama*

محمد شیبانی خان

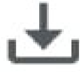
ابو الفتح محمد شیبانی خان سولھویں صدی میں وسط ایشیا میں قائم ازبکوں کی سلطنت سلسلہ شیبانیان کا سب سے بڑا بادشاہ تھا جو ابو الخیر خان کے دوسرے بیٹے شاہ بداغ خان کا بیٹا تھا۔ ازبک قبائل ابو الخیر خان کے انتقال کے بعد دریائے سیحوں کی زیریں وادی میں منتقل ہو گئے تھے اور یہاں سے وہ کبھی مشرقی ترکستان کے منگول حکمرانوں اور تیموریوں کے حلیف کی حیثیت سے اور کبھی ان کے خلاف لشکر میں حصہ لیتے رہتے۔



خانزادہ بیگم
عمر شیخ مرزا کی لڑکی اور
بابر کی پانچ سالہ بڑی بہن
تھی
عمر شیخ مرزا
وادئ فرغانہ کا حاکم اور
تیموری سلطنت (موجودہ دور
میں ازبکستان، قازقستان،
شمالی ایران اور افغانستان)
کے شہنشاہ ابو سعید میرزا
کا چوتھا بیٹا تھا

عمر شیخ مرزا






عمر شیخ مرزا وادئ فرغانہ کا حاکم تھا۔ وہ تیموری سلطنت (موجودہ دور میں ازبکستان، قازقستان، شمالی ایران اور افغانستان) کے شہنشاہ ابو سعید میرزا کا چوتھا بیٹا تھا۔

عمر شیخ مرزا







شرابی، بابر کی بہن
خانزادہ بیگم دس سال تک،
شیبانی خان کے حرم میں
رہی
بابر نے اپنی بہن کو
چُھڑوانے کی کوشش بھی
نہیں کی
شیبانی خان نے بابر کی خالہ
مہر نگار خانم ولد یونس خان
کو بھی لُوٹ کر اپنے حرم
میں رکھ لیا



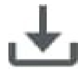
محمد شیبانی خان

1497ء سے ہی بابر اور اُزبکوں کے درمیان تنازعات زور پکڑ گئے تھے اور آخرکار یہ تنازع 1500ء میں عروج کو جا پہنچا جب ازبک سردار محمد شیبانی خان نے سمرقند کا محاصرہ کر لیا اور بابر کو سمرقند سے نکلنا پڑا۔شیبانی خان سمرقند میں داخل ہو گیا اور وہاں شاہی حرم اُس کے ہاتھ آیا۔ شیبانی خان نے خانزادہ بیگم سے شادی کرلی۔ ہمایوں نامہ میں گلبدن بیگم کا بیان ہے کہ محمد شیبانی خان نے بابر بادشاہ کو یہ پیغام بھجوایا تھا کہ اگر تم خانزادہ بیگم کا نکاح مجھ سے کردو تو ہمارے مابین صلح قائم ہو سکتی ہے۔ ہمایوں نامہ کا یہ بیان غالباً مستند قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ خود بابر بادشاہ نے تزک بابری میں لکھا ہے کہ جب وہ سمرقند سے نکلا تو خانزادہ بیگم سمیت متعدد خواتین کو سمرقند میں پیچھے چھوڑ آیا تھا۔جب محمد شیبانی خان سمرقند میں داخل ہوا تو اُس

یونس خان

چغتائی خانیت کا حکمران، پہلے مغل شہنشاہ ظہیرالدین محمد بابر کا نانا اور دولت ایشاں بیگم کا شوہر۔






یونس خان (ولادت: 1416ء – وفات: 1487ء) (اویغور: یونس خان) 1462ء سے لے کر 1487ء میں اپنی موت تک مغلستان کے خان تھے۔ چینی ریکارڈ کے بہت سے مؤرخین نے انھیں **حاجی علی** (چینی: 哈只阿力, Pinyin: Hazhi Ali) (اویغور: هاجى علي) کے طور پر شناخت کیا ہے۔ یونس خان، مغل سلطنت کے بانی، ظہیر الدین محمد بابر کے نانا تھے۔

یونس خان





Mihr Nigar Khanum

Article Talk







Mihr Nigar Khanum (Chagatai and Persian: مهر نگار خانم) was the first wife of Sultan Ahmed Mirza, the King of Samarkand and Bukhara. She was a princess of Moghulistan by birth and was the eldest daughter of Yunus Khan, the Great Khan of Moghulistan and his chief consort Aisan Daulat Begum. She was also the aunt of Emperor Babur, the founder of the Mughal Empire of India as well as its first Emperor.[1][2]

Mihr Nigar Khanum

Mihr Nigar Khanum

Princess of Moghulistan

Consort of Samarkand

consort of Bukhara

consort of the Shaybanid Empire

Spouse	Sultan Ahmed Mirza Muhammad Shaybani

Names

Mihr Nigar

House	Borjigin *(by birth)*
Father	Yunus Khan

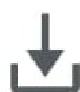
اسماعیل اول



شاه ایران	
22 دسمبر 15۰1 – 23 مئی 1524	
جانشین	طهماسپ اول
ازدواج	تاجلو خانم بهروزه خانم

اسماعیل صفوی

ایران کی "صفوی سلطنت" کا بانی اور پہلا حکمران "شاہ اسماعیل 1 " (1524-1501)

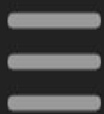
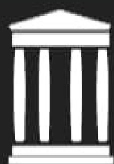
  

اسماعیل صفوی یا **اسماعیل اول** (فارسی: اسماعیل، رومانی: اسماعیل، تلفظ: [esmɒːʔiːl]؛ **17 جولائی، 1487 – (23 مئی، 1524**)، جو (شاہ اسماعیل) کے نام سے بھی جانے جاتے تھے، ایران کے صفوی خاندان کے بانی تھے، انھوں نے **15۰1** سے **1524** تک اس کے بادشاہت میں ملکوں کے بادشاہ (شاہنشاہ) کے طور پر حکمرانی کی۔ ان کی حکومت عموماً جدید ایرانی تاریخ کی شروع کے طور پر تسمیع کی جاتی ہے، ساتھ ہی یہ ایک بارود کی سلطنتوں میں سے ایک بھی تصور کی جاتی ہے۔

اسماعیل اول

دس سال بعد اسماعیل صفوی نے بابر کی بہن خانزادہ بیگم کو شیبانی کے حرم سے چُھڑوا کر، بابر کے پاس پہنچایا تھا

Daughters Of The Sun Empresses, Queens And Begums Of The Mughal Empire by Ira Mukhoty



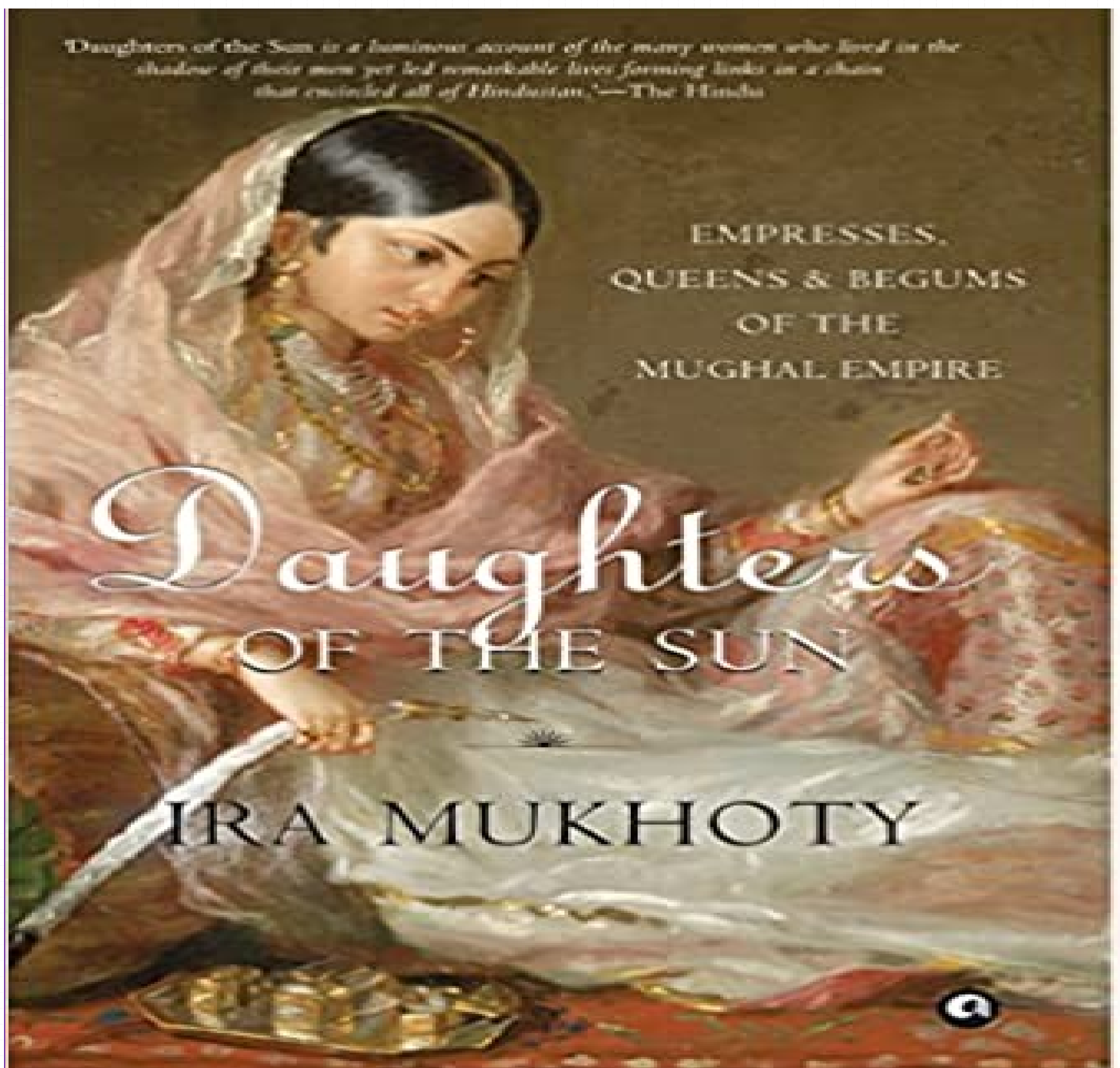


'inally a look into the zenana—not titillating tales of concubines and orgies but of orld matriarchs advising kings, queens following them through snows and sandstorms, devoted sisters writing histories of their family.'—RATNA PATHAK SHAH

EMPRESSES, QUEENS & BEGUMS OF THE MUGHAL EMPIRE

Daughters OF THE SUN

IRA MUKHOTY



https://archive.org/details/daughters-of-the-sun-empresses-queens-and-begums-of-the-mughal-empire-pdfdrive_202501

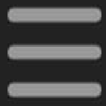
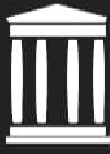
ہندوستان کی نیشنل ٹیلی-ویژن پر مُغلُوں کی حقیقت، ڈاکٹر سَیّد رضوان کی زُبانی خُود سُنیں، لنک نیچے موجود ہے

مغلیہ سلطنت

جنوبی ایشیا میں ابتدائی جدید سلطنت

مغلیہ سلطنت 1526ء سے 1857ء تک برصغیر پر حکومت کرنے والی ایک مسلم سلطنت تھی، جس کی بنیاد ظہیر الدین بابر نے 1526ء میں پہلی جنگ پانی پت میں دہلی سلطنت کے آخری سلطان ابراہیم لودھی کو شکست دے کر رکھی تھی۔ مغلیہ سلطنت اپنے عروج میں تقریباً پورے برصغیر پر حکومت کرتی تھی، یعنی موجودہ دور کے افغانستان، پاکستان، بھارت اور بنگلہ دیش کے ممالک پر مشتمل خطے پر انکا دور دورہ تھا۔ مغل سلطنت کی بنیاد 1526ء میں بابر نے رکھی، جو آج کے ازبکستان سے ایک سردار تھا، جس نے ہمسایہ صفوی سلطنت اور سلطنت عثمانیہ سے ہندوستان پر حملہ کے لیے مدد لی [2] ۔ مغل شاہی ڈھانچہ بابر سے شروع ہوتا ہے۔ [3] اور 1720ء تک قائم رہا۔ مغل سلطنت کے آخری طاقتور شہنشاہ، اورنگ زیب [4][5] کے دور حکومت میں سلطنت نے اپنی زیادہ سے زیادہ جغرافیائی حد تک رسائی حاصل کی۔ اس کے بعد 1760ء تک پرانی دہلی اور اس کے آس پاس کے علاقے میں کمی واقع ہوئی، سلطنت کو 1857 کے ہندوستانی

INTERNET ARCHIVE





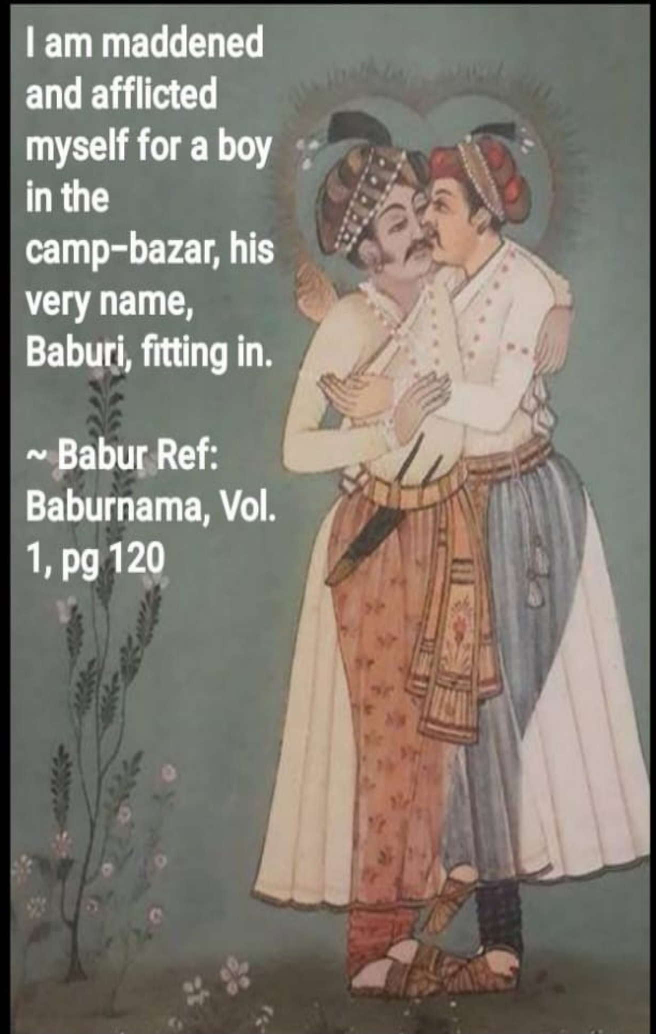


https://archive.org/details/mughals-indian-muslim-face-to-face-720-p-60-fps-1735442699951-cut-1735442809951-

مُغلیہ شہنشاہ بابر کے نام بابر اور جس کے نام پر بابری مسجد بنی تھی کے پردے کے پیچھے حقیقت

The Gay Side of Mughal Emperor Babur





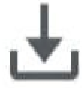
Babur, An Islamic Invader Of Turkic Descent, Was A Self Proclaimed Bi-sexual, If Not Gay, Islamic Ruler.

https://archive.org/details/vid-20251127-wa-0404

بابر کا نام ظہیر
الدین محمد تھا،
جب ظہیر الدین نے
1499 عیسوی
میں ازبکستان کے
شہر اندیجان کو
فتح کیا تو

اندیجان



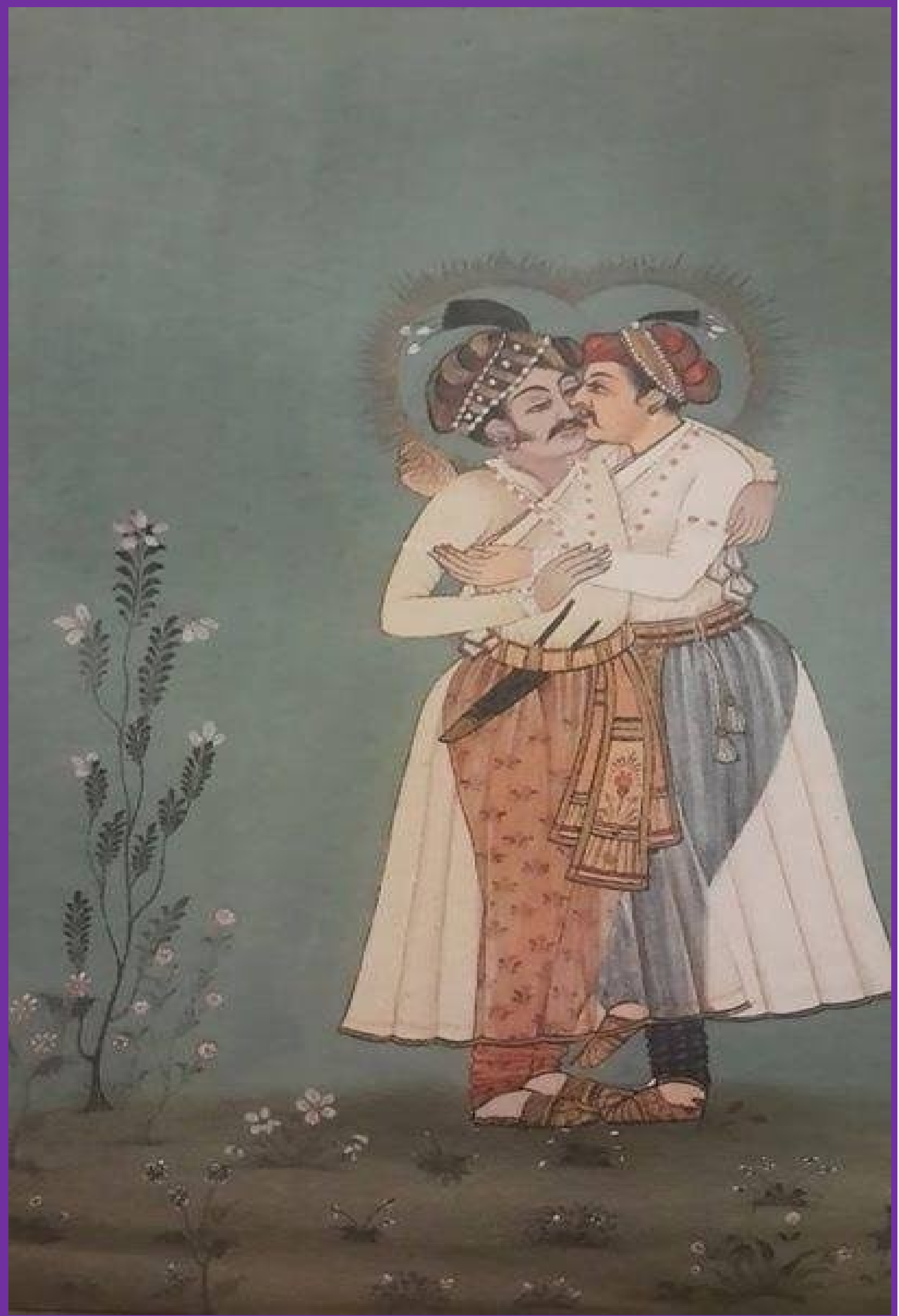


اندیجان (انگریزی: Andijan) ازبکستان کا ایک شہر جو اندیجان صوبہ میں واقع ہے۔[1] یہ اندیجان خطے کا انتظامی، اقتصادی اور ثقافتی مرکز ہے۔ اندیجان کرغزستان کے ساتھ ازبکستان کی سرحد کے قریب وادی فرغانہ کے جنوب مشرقی کنارے آباد ہے۔

اندیجان **Andijon/Андижон**
Andijan/Andizhan



تو شرابی ظہیر
الدین کو اندیجان
کے لشکر گاہی
بازار میں ایک
چودہ سالہ لڑکا
بابری دکھائی پڑا





Baburi Andijani







Born

1486
Andijan, Uzbekistan

Died

21 Apr 1526
Panipat

Overview

Baburi Andijani or Andizani was a lover of Zahiruddin Muhammad Babur; Emperor Babur first saw him at the camp market in Uzbekistan, in 1499, and was deeply infatuated. No more is known about Baburi. Wikipedia ›

بابری کو دیکھتے ہی ظہیر الدین اُس پر عاشق ہو گیا اور ہمیشہ کے لئے اپنے حرم میں رکھ لیا

بابری اندیجانی

بابری اندیجانی یا **اندی جانی** (فارسی: بابری اندیجان) (1486 - اپریل 1526) مغل شہنشاہ ظہیر الدین محمد بابر کا ایک غلام اور اس کا خفیہ عاشق تھا، جسے اس نے 1499 میں ازبکستان کے لشکر گاہی بازار سے بچایا اور اسے خود اپنی ذاتی خدمت پر مامور کیا تھا۔ اندیجان شہر ہی سے آنے والے شہنشاہ بابر نے اسے اندیجانی کہنے کو ترجیح دی جب کہ اس کا بابری ہونا شہنشاہ وقت سے وابستگی اور والہانہ رغبت کا آئینہ دار ہے۔ بابری کے بارے میں بہت زیادہ معلومات دست یاب نہیں ہیں۔ اگرچہ بابری کا تذکرہ دیگر تاریخی تحریروں میں کم ہی ملتا ہے، لیکن شہنشاہ نے اپنی سوانح عمری "بابرنامہ" میں کئی بار اپنے خفیہ عاشق بابری کا ذکر کیا اور بابری کے تئیں اپنے جذبات کا بے خوف اظہار کیا اور اس کے بارے میں کئی فارسی اشعار بھی لکھے۔[3][2]

شہنشاہ نے اپنی سوانح عمری "بابرنامہ" میں کئی بار اپنے خفیہ عاشق بابری کا ذکر کیا اور بابری کے تئیں اپنے جذبات کا بے خوف اظہار کیا اور اس کے بارے میں کئی فارسی اشعار بھی لکھے۔[2][3]

بابری اندیجانی	
معلومات شخصیت	
پیدائش	سنہ 1486ء اندیجان
تاریخ وفات	سنہ 1526ء (39–40 سال)
شہریت	مغلیہ سلطنت
ساتھی	ظہیر الدین محمد بابر [1]
عملی زندگی	
پیشہ	مہتم اصطبل

Baburi Andijani

Article Talk

Baburi Andijani or **Andizani** (**Baburi Al-Barin**, Persian: بابری اندیجان) (c. 1486 – April 1526) was a lover of Zahiruddin Muhammad Babur; Emperor Babur first saw him at the camp market in Uzbekistan, in 1499, and was deeply infatuated.[1][2][3] No more is known about Baburi. Although Baburi is rarely mentioned in other historical texts, the emperor mentions his beloved, Baburi many times in his autobiography "Babarnama" and expresses his love towards Baburi writing several couplets about him.[4][5][6]

Baburi. Although Baburi is rarely mentioned in other historical texts, the emperor mentions his beloved, Baburi many times in his autobiography "Babarnama" and expresses his love towards Baburi writing several couplets about him.[4][5][6]

Baburi Andijani	
Born	Baburi c. 1486 Andijan, Uzbekistan
Died	21 April 1526 Panipat, India
Cause of death	Footsteps of elephant[*citation needed*]
Occupation	Slavery
Known for	Lover of Babur

شرابی ظہیر الدین
کی پہلی شادی،
اُس کے چچا
سلطان احمد مرزا
کی بیٹی عائشہ
سلطان بیگم سے
ہوئی تھی

شراب ظہیر الدین جب پہلی رات اپنی بیوی عائشہ کے پاس گیا تو اُسے عائشہ اچھی نا لگی، وہ تو بابری پر عاشق تھا

مصیبتوں اور جھگڑوں میں میرے رفیق تھے اُن سے بُرے سلوک کرنے لگا۔ پہلے تو خلیفہ کو نکالا۔ پھر ابراہیم سارد اور ویس لاغری کو بے سبب اور بیگناہ ماخوذ کرکے اُن کا گھر بار لوٹ لیا۔ اور اُنکو اُن کے علاقوں سے نکالدیا۔ آخر قاسم بیگ کی بھی خبر لی۔ ظاہر میں یہ ازلا لیا کہ خلیفہ اور ابراہیم سارد خواجہ قاضی کے دوست ہیں۔ مجھ سے اُن کا بدلا لیں گے۔ اُسکا بیٹا محمد دوست تو بادشاہت ہی کے ڈھنگ برتنے لگا۔ اسکی مجلس وضیافت کا طریق۔ دربار کا قرینہ اور سامان آرائش بالکل بادشاہوں کا سا ہونے لگا۔ ان دونوں باپ بیٹوں نے تنبل کے برتے پر یہ حرکتیں کرنی اختیار کیں۔ مجھے بھی اتنا اقتدار اور اختیار نہ رہا کہ ان کو ایسی نامعقول حرکتوں سے روک سکوں۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ تنبل جیسا دشمن ان کی حمایت پر میری بغل میں بیٹھا ہوا تھا۔ جو ان کا جی چاہتا تھا وہ کرتے تھے۔ کیا نازک موقع تھا کہ میں دم نہ مار سکتا تھا۔ اُس زمانہ میں ان دونوں باپ بیٹوں سے میں نے بڑی ذلت کی برداشت کی۔

پہلی شادی

عائشہ سلطان بیگم میرے چچا سلطان احمد میرزا کی بیٹی جس سے میرے باپ اور چچا کی زندگی میں منگنی ہو گئی تھی وہ خجند میں آگئی۔ شعبان کے مہینے میں میں نے اُس سے شادی کی۔ اگرچہ ابتدا میں جبکہ نئی نئی شادی ہوئی ہے مجھے اُس سے بہت محبت تھی۔ مگر مارے شرم کے دسویں۔ پندرھویں۔ بیسویں دن میں اُس کے پاس جایا کرتا تھا۔ آخر خود ہی وہ محبت نہ رہی۔ اور حجاب اور زیادہ ہو گیا۔ مہینے ڈیڑھ مہینے کے بعد میری والدہ خانم نے بہت دھمکایا اور بڑی دقتوں سے مجھے اُس کے پاس بھیجا۔

عاشق ہونا

اُردو بازار میں ایک لڑکا تھا۔ بابری نام جس میں ہمنامی کی بھی ایک مناسبت تھی۔ انہی دنوں میں مجھے اُسکے ساتھ عجیب لگاؤ پیدا ہو گیا۔ شعر

اُس پری وش پہ کیا ہوا شیدا بلکہ اپنی خودی بھی کھو بیٹھا

اس سے پہلے میں کسی پر فریفتہ نہ ہوا تھا۔ کسی سے مہر و محبت کی بات تک نہ کی تھی۔ بلکہ دل لگی کا نام بھی نہ سُنا تھا۔ اس زمانہ میں ایک آدھ شعر فارسی میں بھی کہا کرتا تھا۔ اُن میں سے ایک شعر یہ ہے

ہیچ کس چوں من خراب وعاشق ورسوا مباد ہیچ محبوبے چو تو بے رحم وبے پروا مباد

مگر حال یہ تھا کہ اگر کبھی بابری میرے سامنے آجاتا تھا تو مارے شرم کے میں نگاہ بھر کر اُس کی طرف نہ دیکھ سکتا تھا۔ چہ جائیکہ اُس سے مل سکوں اور باتیں کر سکوں۔ اضطراب دل کی یہ حالت تھی کہ اُس کے آنے کا شکریہ تک ادا نہ کر سکتا تھا۔ یہ تو کہاں کہ نہ آنے کا گلہ زبان پر لا سکتا۔ اور زبردستی بُلانے کی تو مجال ہی کس کو تھی۔ اسی شیفتگی کے زمانہ میں ایک دن اپنے حشم وخدم کے ساتھ میں ایک گلی میں چلا جاتا تھا۔ دفعتہً بابری سے میرا آمنا سامنا ہو گیا

میری عجیب حالت ہوئی - قریب تھا کہ اپنے آپے میں نہ رہوں۔ آنکھ اُٹھا کر دیکھنا یا بات کرنا تو ممکن نہ تھا۔ بہت جھینپتا ہوا اور گھبراتا ہوا میں آگے بڑھ گیا۔ محمد صالح کی یہ بیت بے اختیار یاد آ گئی ہے

شوم شرمندہ ہر گہ یارِ خود را در نظر بینم رفیقاں سوئے من بینند و من سوئے دگر بینم

یہ بیت بالکل میرے حسب حال تھی۔ اُن دنوں میں عشق و محبت کا ایسا زور اور جوانی اور جنون کا انتہا غلبہ ہوا کہ کبھی کبھی ننگے سر ننگے پاؤں محلوں میں۔ باغوں میں اور باغیچوں میں ٹہلا کرتا تھا۔ نہ اپنے اور بیگانے کی طرف التفات تھا۔ نہ اپنی اور دوسرے کی پروا تھی۔ شعر

نہ تھا معلوم مجھ کو۔ جب مجھے الفت میں پیش آیا کسی کو کوئی دل دے تو یہی گت اُسکی ہوتی ہے

کبھی دیوانوں کی طرح اکیلا پہاڑ اور جنگل کھوندتا پھرتا تھا۔ کبھی باغوں اور محلوں میں کوچہ بکوچہ بھٹکتا پھرتا تھا۔ نہ پھرنے میں اور بیٹھنے میں اپنا اختیار تھا۔ نہ چلنے میں اور ٹھیرنے میں قرار تھا۔ شعر

اب: بیٹھنے اُٹھنے کی بھی مجھ میں تو نہیں تاب کیا اور تو اے دل مجھے بیتاب کرے گا

اِسی سال میں سلطان علی میرزا اور محمد مزید ترخان کا بگاڑ ہو گیا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ ترخانی بہت مقتدر و معتبر ہو گئے تھے۔ باقی تو در و بست۔ بخارا کو دبا بیٹھا تھا۔ یہاں تک کہ بخارا کی آمدنی میں سے ایک حبہ کسی کو نہ دیتا تھا۔ محمد مزید ترخان بھی سمرقند کا بالکل مالک بن بیٹھا تھا۔ اس نے سارا ملک اپنے بیٹوں۔ متعلقوں اور عزیزوں کے لیے گھیر لیا تھا۔ شہر کی آمدنی سے جو تھوڑی سی رقم راتبہ کے طور پر مقرر کر دی گئی تھی اُس کے سوائے ایک پیسہ سلطان علی میرزا کو کسی طریقہ سے نہ پہنچتا تھا۔ سلطان علی میرزا جوان ہو گیا تھا۔ وہ اِس طریقہ کا تحمل کب تک کرتا۔ اپنے رفیقوں کے بل پر محمد مزید ترخان کے درپے ہوا[1]۔ محمد مزید ترخان اس بات کو تاڑ گیا۔ میرزا کو اور اُس کے نوکروں۔ چاکروں۔ متعلقوں۔ عزیزوں اور اُن امراء کو جو اُس سے ملے ہوئے تھے جیسے سلطان حسین ارغون۔ پیر احمد۔ اوزون حسن کا چھوٹا بھائی خواجہ حسین۔ قرابرلاس۔ صالح محمد اور بعض اور امراء اور سپاہیوں کو ساتھ لیکر شہر سے باہر آ گیا۔ اسی زمانہ میں سلطان محمود خاں نے محمد حسین دوغلت۔ احمد بیگ اور اپنے بہت سے مغلوں کو خان میرزا کے ہمراہ سمرقند کی طرف بھیجا تھا۔ حافظ بیگ دولدائی اور اُس کا بیٹا طاہر بیگ تو خان میرزا کے بیگ آتکہ ہی تھے۔ حسن نبیرہ۔ ہندو بیگ اور کچھ اور لوگ جو حافظ بیگ اور طاہر بیگ سے لگاؤ رکھتے تھے سلطان علی میرزا کے پاس سے بھاگ کر خان میرزا کے پاس چلے گئے۔ محمد مزید خان نے یہ کیا کہ لوگوں کو بھیجا اور خان میرزا اور لشکر مغل کو بلایا۔ شادوار کی نواح میں آ کر خان میرزا اور امرائے مغل سے ملاقات کی۔ چونکہ امرائے مغل کا محمد مزید بیگ اور

[1] ... عزیزوں اور اُن سرداروں کو جو اس سے ملے ہوئے تھے جیسے سلطان حسین ارغون۔ پیر احمد۔ خواجہ حسین (اوزون حسن کا چھوٹا بھائی) قرابرلاس۔ ...

ان لوگوں سے خوب میل جول نہ ہوا۔ بلکہ مغلوں نے محمد مزید ترخان کی گرفتاری کا ارادہ بھی کر لیا تھا۔ مزید ترخان اور اُس کے امراء اس چال کو سمجھ گئے۔ اور بہانہ کر کے مغلوں سے کنارہ کر گئے۔ ان کے الگ ہوتے ہی مغلوں کے بھی پاؤں اُکھڑ گئے جب یہ لوگ یار ییلاق میں آکر ٹھیرے تو سلطان علی میرزا سمرقند سے تھوڑی سی فوج کے ساتھ دفعتہً خان میرزا پر مغلوں کے لشکر پر آ پڑا۔ مغل بے لڑے بھاگ نکلے۔ آخر میں سلطان علی میرزا سے یہ ہی ایک عمدہ کام ہوا۔

مزید ترخان وغیرہ کی اشتعالک سے سمرقند جانا اور ناکام ہونا۔

محمد مزید ترخان اور سب لوگ نے میرزا وغیرہ میرزاؤں سے پاؤں گنو بیٹھے تھے۔ عبدالوہاب مغل کو جو اس سے پہلے میرے پاس تھا اور جسنے اندجان کے گھر جانے کے موقع پر خواجہ قاضی کا خوب ساتھ دیا تھا اور اپنی جان لڑادی تھی میرے پاس بھیجا۔ اور مجھے اپنی مدد کے لیے بلایا۔ میں خود اس معاملہ کے واسطے خراب و خستہ ہو رہا تھا۔ سمرقند ہی پر چڑھائی کرنے کے لیے جہانگیر میرزا سے صلح کر لی تھی۔ فوراً میر مغل کو جہانگیر میرزا کے پاس ڈاک چوکی میں آشتی بھیجا۔ اور آپ سمرقند کی جانب جانیکو آمادہ ہوا۔ ذیقعدہ کا مہینہ تھا جو سمرقند کی طرف لشکر کی روانگی ہوئی۔ چوتھے دن مقام قبا میں ہم پہنچے۔ ظہر کے وقت خبر آئی کہ تنبل کے چھوٹے بھائی خلیل نے آوش کا قلعہ چوری سے آکر چھین لیا ہے۔ اسکا مفصل حال یہ ہے کہ اُن قیدیوں کو جنکا سردار تنبل کا چھوٹا بھائی خلیل تھا رہا کر دیا گیا تھا جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ تنبل نے خلیل کو اہل و عیال وغیرہ کے لانیکے واسطے جو اورکند[1] میں تھے بھیجا تھا۔ یہ اس بہانہ سے اورکند میں آکر ٹھیر گیا۔ لگا حیلے حوالے کرنے کہ آج آتا ہوں کل آتا ہوں۔ جب میں مع لشکر سوار ہو گیا تو میدان صاف دیکھا اور آوش کو خالی پایا۔ راتوں رات چوری سے آکر دفعتہً اوش کو لے لیا۔ یہ خبر ہم نے سُنی مگر ٹھیرنا اور اُس سے لڑنا کئی وجہ سے خلافِ مصلحت دیکھا۔ اور سمرقند کی طرف ہم متوجہ ہو گئے۔ وہ وجوہات یہ تھیں کہ ایک تو میرے سارے سپاہی سامانِ جنگ درست کرنے کے لیے اپنے اپنے گھر مختلف مقامات میں چلے گئے تھے اور ہم سب صلح کے بھروسے پر دشمنوں کے فریبوں سے غافل اور بے خبر تھے۔ دوسرے علی دوست اور قنبر علی جیسے ہمارے دو بڑے سرداروں سے ایسی حرکتیں ظاہر ہو چکی تھیں کہ اُن پر اعتماد نہ رہا تھا۔ جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔ تیسرے تمام امرائے سمرقند نے جنکا سردار محمد مزید ترخان تھا مغل عبدالوہاب کو میرے پاس میرے بلانیکے لیے بھیجا تھا۔ بھلا سمرقند جیسے پائے تخت کو چھوڑ کر اندجان جیسے چھوٹے سے ملک میں کون وقت ضائع کرتا۔ میں تو قبا سے مرغینان میں آگیا۔ مرغینان میں قوچ بیگ کے باپ سلطان احمد بیگ کو مقرر کیا تھا۔ وہ اپنے تعلقات کی وجہ سے میرے ہمراہ نہ ہو سکا۔ مرغینان ہی میں رہ گیا۔

[1] اوزکند ۱۲





اُن میں دو ضلعے مشہور ہیں۔ ایک ادیغور۔ دوسرا یخم[1]۔ یخم میں سید یوسف بڑا آدمی تھا۔ رفتہ رفتہ میری سرکار میں روشناس ہوگیا۔ وہ اپنی حد سے بڑھ گیا تھا۔ اگرچہ اُس کو کسی نے امیر بنایا تھا مگر وہ خود امیری کا دعوٰے کرنے لگا۔ بڑا ہی منافق اور تلوّن مزاج آدمی تھا۔ اس دفعہ جو میں نے اندجان لیا ہے تو جب سے اب تک دو تین مرتبہ مجھ سے ملکر تنبل سے باغی ہوگیا۔ اور دو تین بار تنبل کے ساتھ ہوکر مجھ سے پھر گیا۔ اُس کی آخری بغاوت یہی تھی۔ اُس کے ساتھ بہت سے قبائل تھے۔ اِس خیال سے کہ وہ تنبل کے پاس نہ پہنچ جائے اور ہم اُسکو راستہ ہی میں گھیر لیں ہم بھی سوار ہو گئے۔ تیسرے دن ہم پشتخاران[2] کے مقام میں پہنچے لیکن تنبل کی فوج قلعہ پشتخاران میں داخل ہو چکی تھی۔ اس حملہ میں جو سردار ساتھ تھے اُن میں سے علی درویش بیگ اور قوچ بیگ۔ مع اپنے بھائیوں کے پشتخاران کے دروازہ پر جا پہنچے اور گھمسان کی لڑائی لڑے۔ قوچ بیگ نے اپنے بھائیوں سمیت لڑائی میں کوشش کرکے اکثر ناموری حاصل کی پشتخاران سے ایک کوس کے فاصلہ پر ایک اونچی جگہ ہم اُترے۔ تنبل جہانگیر میرزا کو لیے ہوئے آیا اور قلعۂ پشتخاران[3] کو پیٹھ کے پیچھے رکھ کے اُتر پڑا۔

جہانگیر میرزا سے صلح | تین چار دن کے بعد ہمارے اُن امرا میں سے جو خلاف میں تھے علی دوست اور قنبر علی سلاخ نے مع اپنے توابع و لواحق کے صلح کی تجویزیں کرنی شروع کیں۔ ہمارے طرفداروں کو اس کی ذرا خبر نہ ہوئی۔ ہم لوگ اس پر اصلا راضی نہ تھے مگر جب بڑے دو امیر یہی دو مردک تھے تو انکی بات نہ سننے اور صلح نہ کرنے میں اور خوف تھے۔ ضرورۃً اسی طرح صلح کرنی پڑی کہ دریائے خجند سے آخشی کی طرف کا ملک جہانگیر میرزا لیلے۔ اور اندجان کی جانب کا ملک میرے قبضہ میں رہے۔ اور کند کو بھی اپنے اہل و عیال کے بُلا لینے کے بعد ہمارے ہی قبضہ میں دیدے۔ اس تقسیم کے بعد میں اور جہانگیر میرزا بہ اتفاق سمرقند پر چڑھائی کریں سمرقند فتح ہو جائے تو سمرقند میں لیلوں اور اندجان جہانگیر میرزا کو دیدیا جائے۔ یہی بات قرار پا گئی۔ دوسرے دن جہانگیر میرزا اور تنبل آئے۔ رجب کے مہینے کا آخر تھا[4]۔ جب اُنہوں نے مجھ سے ملازمت حاصل کی اور جو بات مقرر ہوئی تھی اُسکا عہد اور پیمان کرلیا۔ جہانگیر میرزا کو آخشی کی طرف رخصت دی گئی۔ اور میں اندجان میں آگیا۔ اندجان میں آتے ہی میں نے تنبل کے چھوٹے بھائی خلیل وغیرہ کو جو قید تھے رہائی دی۔ اور سب کو خلعت دیکر رخصت کردیا۔ اُنھوں نے بھی ہمارے امراء اور مصاحبوں کو (جو مقید تھے جیسے طغائی بیگ۔ دوست محمد۔ میر شاہ قوچین۔ سیدی بیگ۔ قاسم عجب۔ پیرویس اور میرم دیوان) رہا کرکے بھیجدیا۔

علی دوست کا فروغ | اندجان میں آنے کے بعد علی دوست کا اور ہی ڈھنگ ہو گیا۔ جو لوگ

[1] یخم ۱۲ [2] پشتخاران ۱۲ [3] اور قلعۂ پشتخاران میں اُترا ۱۲ [4] آخر فروری سنہ ۱۵۰۰ء

یہ بات اُس نے اپنی
بیوی سے بھی
پہلی رات میں ہی
بتا دیا اور دھیرے
دھیرے اپنی بیوی
عائشہ کے پاس
جانا چھوڑ دیا

The Bābur-nāma in English

(Memoirs of Bābur)

Translated from the original Turki Text

OF

Zahiru'd-dīn Muḥammad Bābur Pādshāh *Ghāzī*

BY

ANNETTE SUSANNAH BEVERIDGE

Issued in Four Fasciculi:—**Farghana 1912—Kabul 1914—Hindustan 1917—Preface, Indices, etc. 1921.**

Vol. I

SOLD BY

LUZAC & CO., 46, Great Russell Street, London.

1922

(q. Bābur's first marriage.)

'Āyisha-sulṭān Begīm whom my father and hers, *i.e.* my uncle, Sl. Aḥmad Mīrzā had betrothed to me, came (this year) to Khujand[1] and I took her in the month of Sha'bān. Though I was not ill-disposed towards her, yet, this being my first marriage, out of modesty and bashfulness, I used to see her once in 10, 15 or 20 days. Later on when even my first inclination did not last, my bashfulness increased. Then my mother Khānīm used to send me, once a month or every 40
Fol. 75*b*. days, with driving and driving, dunnings and worryings.

(r. A personal episode and some verses by Bābur.)

In those leisurely days I discovered in myself a strange inclination, nay! as the verse says, 'I maddened and afflicted myself' for a boy in the camp-bazar, his very name, Bāburī, fitting in. Up till then I had had no inclination for any-one, indeed of love and desire, either by hear-say or experience, I had not heard, I had not talked. At that time I composed Persian couplets, one or two at a time; this is one of the them:—

May none be as I, humbled and wretched and love-sick;
No beloved as thou art to me, cruel and careless.

From time to time Bāburī used to come to my presence but out of modesty and bashfulness, I could never look straight at him; how then could I make conversation (*ikhtilāṭ*) and recital (*ḥikāyat*)? In my joy and agitation I could not thank him (for coming); how was it possible for me to reproach him with going away? What power had I to command the duty of service to myself?[2] One day, during that time of desire and passion when I was going with companions along a lane and suddenly met him face to face, I got into such a state of confusion that I almost went right off. To look straight at him
Fol. 76. or to put words together was impossible. With a hundred torments and shames, I went on. A (Persian) couplet of Muḥammad Ṣāliḥ's[3] came into my mind:—

[1] *Cf.* f. 20. She may have come from Samarkand and 'Alī's household or from Kesh and the Tarkhān households.
[2] *Cf.* f. 26 l. 2 for the same phrase.
[3] He is the author of the *Shaibānī-nāma*.

I am abashed with shame when I see my friend;
My companions look at me, I look the other way.

That couplet suited the case wonderfully well. In that frothing-up of desire and passion, and under that stress of youthful folly, I used to wander, bare-head, bare-foot, through street and lane, orchard and vineyard. I shewed civility neither to friend nor stranger, took no care for myself or others.

(*Turkī*) Out of myself desire rushed me, unknowing
That this is so with the lover of a fairy-face.

Sometimes like the madmen, I used to wander alone over hill and plain; sometimes I betook myself to gardens and the suburbs, lane by lane. My wandering was not of my choice, not I decided whether to go or stay.

(*Turkī*) Nor power to go was mine, nor power to stay;
I was just what you made me, o thief of my heart.

(*s. Sl. 'Alī Mīrzā's quarrels with the Tarkhāns.*)

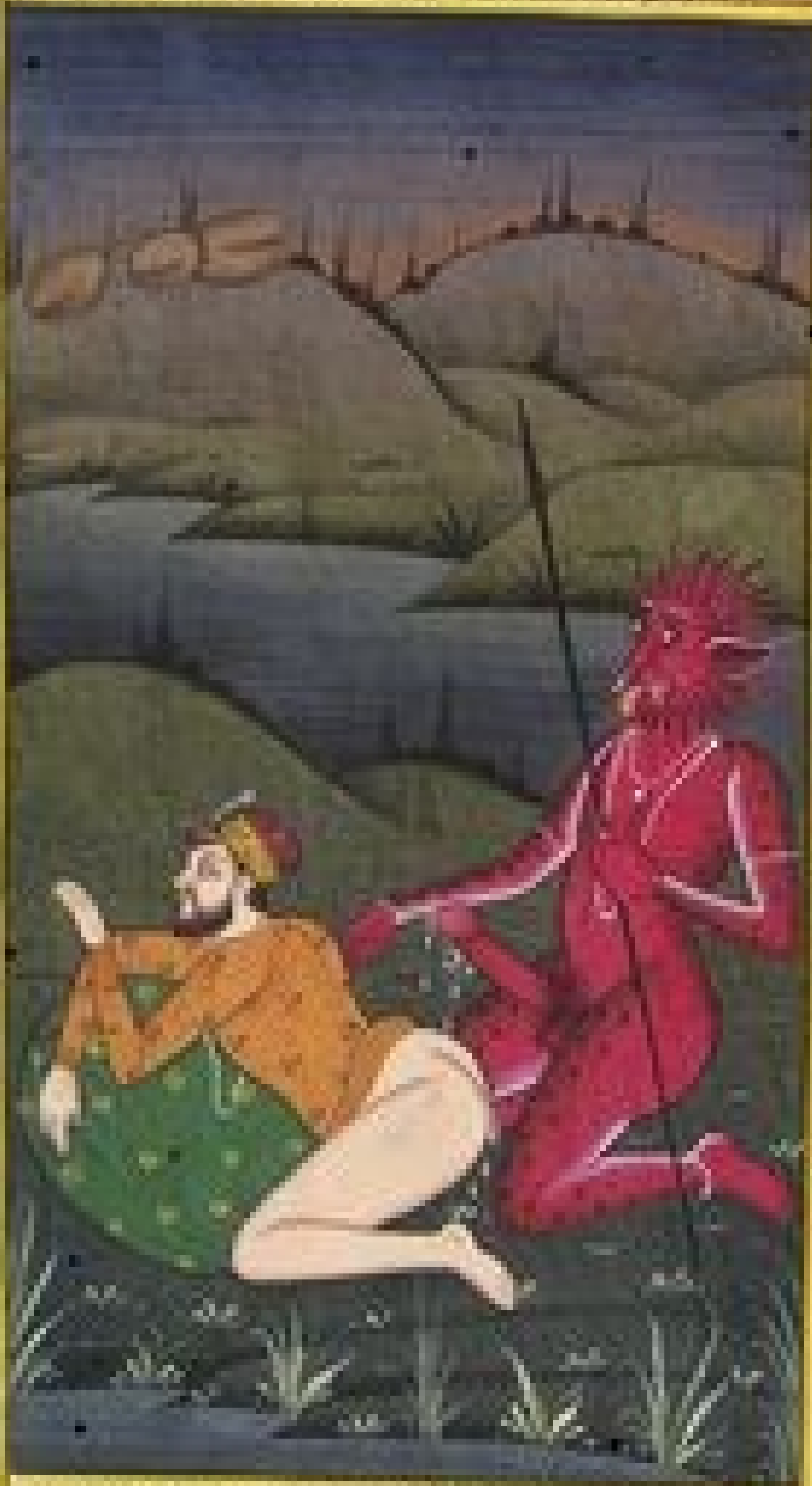
In this same year, Sl. 'Alī Mīrzā fell out with Muḥammad Mazīd Tarkhān for the following reasons;—The Tarkhāns had risen to over-much predominance and honour; Bāqī had taken the whole revenue of the Bukhārā Government and gave not a Fol. 76*b*. half-penny (*dāng*)[1] to any-one else; Muḥammad Mazīd, for his part, had control in Samarkand and took all its districts for his sons and dependants; a small sum only excepted, fixed by them, not a farthing (*fils*) from the town reached the Mīrzā by any channel. Sl. 'Alī Mīrzā was a grown man; how was he to tolerate such conduct as theirs? He and some of his household formed a design against Muḥ. Mazīd Tarkhān; the latter came to know of it and left the town with all his following and with whatever begs and other persons were in sympathy with him,[2] such as Sl. Ḥusain *Arghūn*, Pīr Aḥmad, Aūzūn Ḥasan's younger brother, Khwāja Ḥusain, Qarā *Barlās*, Ṣāliḥ Muḥammad[3] and some other begs and braves.

[1] *dāng* and *fils* (*infra*) are small copper coins.
[2] *Cf.* f. 25 l. 1 and note 1.
[3] Probably the poet again; he had left Harāt and was in Samarkand (Sh. N. Vambéry, p. 34 l. 14).



عمل کیسو خورد

شرابی ظہیر الدین
کی اپنے محبوبہ
بابری پر عاشقی کی
وجہ سے لوگوں نے
اُس کا تخلص بابر
رکھ دیا اور بابر کے
نام سے ہی اُسے
پکارنے لگے



شرابی ظہیر الدین
نے اپنی کتاب
تزک بابری، جو
اصل چغتائی ترکی
زبان میں تھی
میں

تزکِ بابری

شہنشاہ ظہیر الدین محمد بابر کی خودنوشت سوانح عمری



مترجم

مرزا نصیر الدین حیدر گورگانی

تصنیف:

ظہیر الدین محمد بابر

تزکِ بابری

ظہیر الدین محمد بابر



میں اپنے اور
بابری سے پیار
کے بارے میں
تفصیل سے لکھا
ہے اور بابری پر
کئی اشعار بھی
لکھا ہے

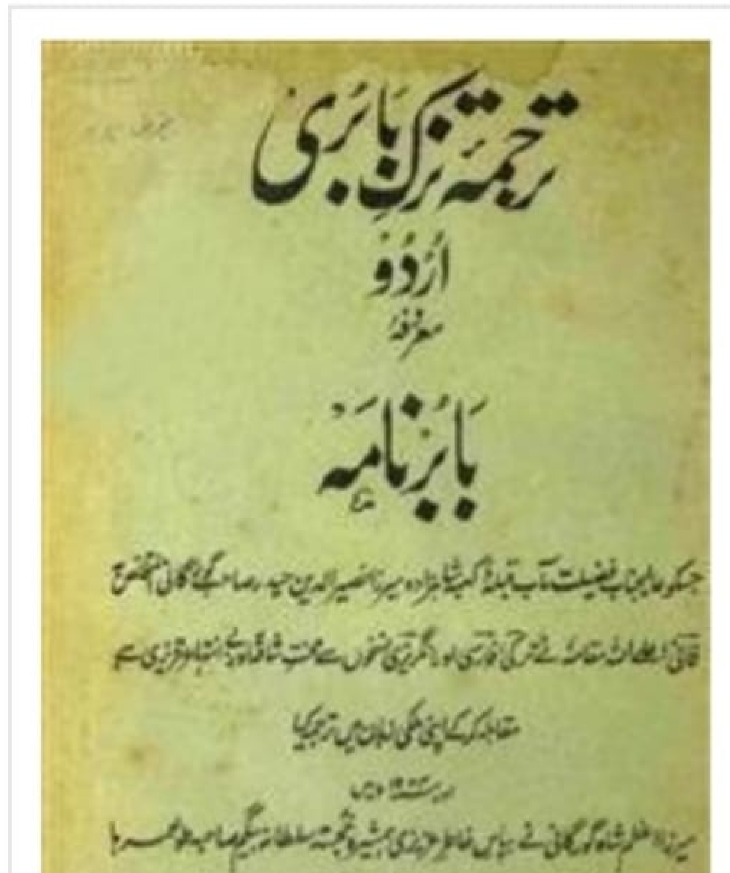
بابری 21 اپریل 1526 کو، موجودہ ہندوستان کے صوبہ ہریانہ کے شہر پانی پت میں مارا گیا اور وہیں وہ دفن ہوا

ریختہ کا لنک دے
رہیں ہیں آپ خود
تزک بابری کے
اردو ترجمہ کے
صفحہ نمبر 75
پر خود دیکھ لیں

ترجمہ تزک بابری اردو

بابر نامہ

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ تبصرے



https://www.rekhta.org/ebooks/detail/tarjuma-e-tuzuk-e-babri-urdu-babar-nama-zaheeruddin-babar-ebooks?lang=ur





ترجمۂ تزکِ بابری

اُردُو

معروفہ

بابُرنامہ

جسکو عالیجناب فضیلت مآب قبلۂ و کعبۂ شاہزادہ میرزا نصیر الدین حید ر صاحب گورگانی المتخلص بہ فانیؔ اعلے اللہ مقامہٗ نے ترکی، فارسی اور انگریزی نسخوں سے محنتِ شاقّہ اور بے انتہاء عرقریزی سے مقابلہ کر کے اپنی ملکی زبان میں ترجمہ کیا

اور سنہ ۱۹۲۴ء میں

میرزا اعظم شاہ گورگانی نے بپاسِ خاطرِ عزیزی ہمشیرہ خُجستہ سلطانہ بیگم صاحبہ طول عمرہا

باہتمام

ضیاء الاسلام ڈاکٹر حاجی سیّد زیرک حسین المتخلص بہ رضیؔ

مطبع محمڈن پرنٹنگ ورکس دہلی میں چھپوا کر شائع کیا

بلا خرچہ ڈاک قیمت فی مجلد عہ





للہ الحمد ہر آنچیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد زپسِ پردۂ تقدیر پدید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والتحیۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم والہ الطیبین الطاہرین المعصومین واصحابہ المکرمین ○

مجھے اس بات سے بیحد مسرت ہوئی کہ **تزک بابری** جیسی کتاب جو **ظہیر الدین بابر** جیسے عظیم الشان اور اولوالعزم بادشاہ کی خود اپنی قلم سے لکھی ہوئی ہے اور جو عالمِ اُردو کی بیمروتی کا ایک عرصہ سے شکار ہو رہی تھی اُردو زبان میں ترجمہ ہو کر اور اُردو کے خلعت طبع سے آراستہ ہو کر ہمارے ہاتھوں میں آئی۔ اس کتاب میں مغل شہنشاہوں کے ابو الآباء کے ہر قسم کے تجربات، اور دلی و دماغی جذبات کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے ہیں۔ اُسکی اولوالعزمی و جودتِ جہانگیری وجہانداری کے نقشے کھنچے ہوئے ہیں۔ یہ کتاب اپنے مصنف کی ہمہ گیر ہمہ داں طبیعت کی تصویر ہے۔ جس طرح اُس ایک انسان میں سب کچھ بھرا ہوا تھا اُسی طرح اُسکی یہ کتاب بھی انواعِ معلومات و گوناگوں اقعات سے مملو ہے۔ عالمانہ تحقیق و تدقیق۔ مجتہدانہ قوت و قابلیت۔ مقلدانہ نفرت و مذمت۔ سلطنت کی اکھیڑ پچھاڑ۔ سیاست کی سوجھ بوجھ۔ ہمتِ شاہانہ کی مثالیں۔ ناکامی کی داستانیں۔ دنیا کے نشیب و فراز۔ عزیزوں اور دوستوں کی کج ادائیاں۔ اپنے پراؤں کی بے وفائیاں۔ تکالیف سہکر اور دلیر ہونا۔ مصیبت پر مصیبت جھیل کر کوشش سے منہ نہ موڑنا اور آخرکار بلند حوصلگی و استقلالِ مزاجی کی بدولت فائز المرام ہو کر منزلِ مقصود پر پہنچنا اس کتاب کے "موضوع" ہیں۔

یہ بات اسی میں نظر آتی ہے کہ بابر جیسا سلطان ابن السلطان اگر حیرتناک جرأت سے کبھی اپنا آبائی یعنی تیموری دار السلطنت شہر سمرقند فتح کر لیتا ہے تو کبھی اپنے باپ کے مرز دکہ ملک فرغانہ سے بھی محروم ہو کر پہاڑوں کی برفانی چوٹیوں اور چٹانوں پر اپنی جان بچانیکے لیے بھاگتا نظر آتا ہے سلق ودق

لنک دے رہیں ہیں
آپ خود تزک
بابری کے
انگریزی ترجمہ
کے صفحہ نمبر
120 اور 121 پر
خود دیکھ لیں



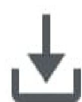
https://archive.org/details/baburnamainengli01babuuoft

امرتسر میں 13
اپریل، 1919ء کا
جلیانوالہ باغ قتل عام
ایک سازش تھی، اُس
سازش میں کئی
ہندوستانی شامل تھے
اور سازش میں پیش
پیش تھے

جلیانوالہ باغ قتل عام

1919 میں برطانوی افواج کی جانب سے ہندوستانی مظاہرین کا قتل عام





امرتسر مشرقی پنجاب، بھارت میں سکھوں کے عہد کا ایک باغ جہاں 13 اپریل، 1919ء کو انگریز فوج نے سینکڑوں حریت پسندوں کو گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ اس قتل عام کا باعث رسوائے زمانہ رولٹ ایکٹ مجریہ 21 مارچ، 1919ء تھا، جس کے ذریعے ہندوستانیوں کی رہی سہی آزادی بھی سلب کر لی گئی تھی۔ تمام ملک میں مظاہروں اور ہڑتالوں کے ذریعے اس ایکٹ کے خلاف احتجاج کیا جا رہا تھا اور امرتسر میں بھی بغاوت کی سی حالت تھی۔

جلیانوالہ باغ قتلِ عام



جلیانوالہ باغ کی طرف جانے والا تنگ راستہ، جہاں سے قتل عام کیا گیا۔

بھارت میں امرتسر کا محل وقوع



مقام	امرتسر، پنجاب

مرتکبین	برطانوی ہندی فوج کے کرنل ریجینالڈ ڈائر کی کمان کے تحت یونٹ
شرکا کی تعداد	50

جلیاں والا باغ قتلِ عام



جلیانوالہ باغ کا قتلِ عام، جسے امرتسر قتلِ عام بھی کہا جاتا ہے، 13 اپریل، 1919ء کو واقع ہوا جب پرامن احتجاجی مظاہرے پر برطانوی ہندوستانی فوج نے جنرل ڈائر کے احکامات پر گولیاں برسا دیں۔ اس مظاہرے میں بیساکھی کے شرکا بھی شامل تھے جو پنجاب کے ضلع امرتسر میں جلیانوالہ باغ میں جمع ہوئے تھے۔ یہ افراد بیساکھی کے میلے میں شریک ہوئے تھے جو پنجابیوں کا ثقافتی اور مذہبی اہمیت کا تہوار ہے۔ بیساکھی کے شرکا بیرون شہر سے آئے تھے اور انھیں علم نہیں تھا کہ شہر میں مارشل لا نافذ ہے۔

پنجاب کانگریس کمیٹی کے پہلے صدر، سیف الدین کچلو

سیف الدین کچلو کے آبا و اجداد پرکاش رام اور رتن لال کچلو بارہمولہ کے ایک برہمن تھے، مسلمان ہو گئے جو، جواہر لال نہرو کے رشتہ دار تھے

SAIFUDDIN KITCHLEW

(15 JANUARY 1888 – 9 OCTOBER 1963)

Freedom Fighter & Senior Congress Leader

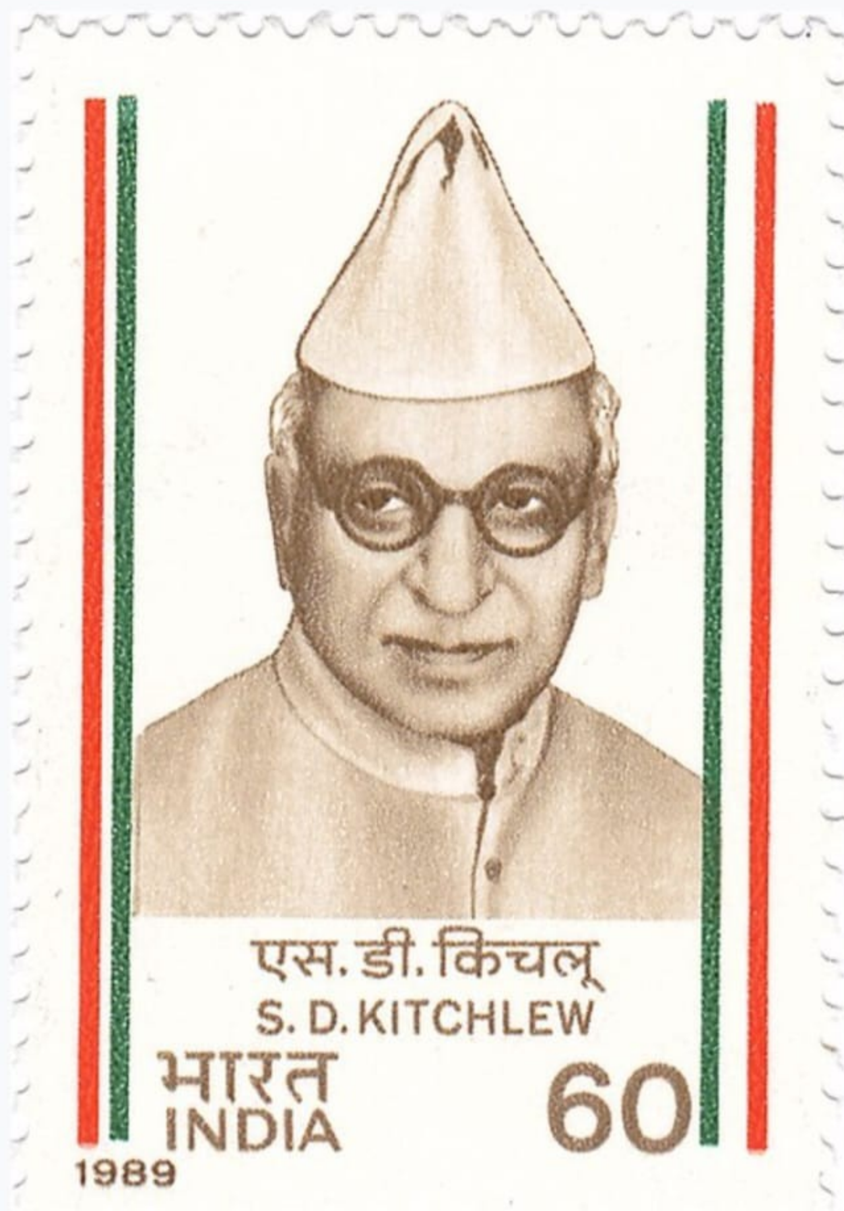
سیف الدین کچلو






سیف الدین کچلو (انگریزی: Saifuddin Kitchlew) (15 جنوری 1888ء-9 اکتوبر 1963ء) ایک بھارتی مجاہد آزادی، بیرسٹر اور جنوبی ایشیا میں مسلم قوم پرستی کے رہنما تھے۔ وہ انڈین نیشنل کانگریس کے رکن تھے اور پنجاب کانگریس کمیٹی کے پہلے صدر تھے۔ ان کا سب سے عظیم کارنامہ رولٹ ایکٹ کے خلاف ان کی لڑائی تھی۔ رولٹ ایکٹ مارچ 1919ء کو نافذ ہوا تھا، جس کی مخالفت کرنے پر انھیں ایک اور مجاہد آزادی ستیہ پال کے ساتھ خفیہ طور پر دھرم شالہ میں قید کر دیا گیا تھا۔ ان اور موہن داس گاندھی کی گرفتاری کے خلاف جلیانوالہ باغ امرتسر میں ایک عوامی احتجاج کے نتیجہ میں 13 اپریل 1919ء کو جلیانوالہ باغ قتل عام کا جانکاہ واقعہ پیش آیا۔ [1][2][3] ان کو 1952ء میں لینن امن انعام سے نوازا گیا تھا۔ [4]

Saifuddin Kitchlew

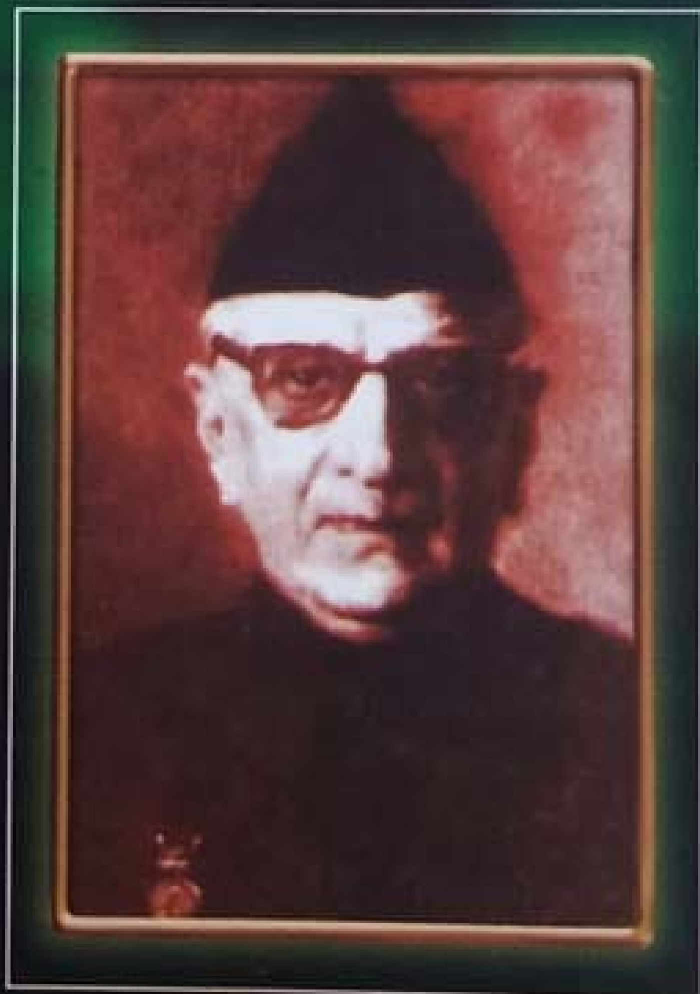


Born	15 January 1888 Amritsar, Punjab, British India
Died	9 October 1963 (aged 75) New Delhi, India

PRINTLINE

The Luminous Life of

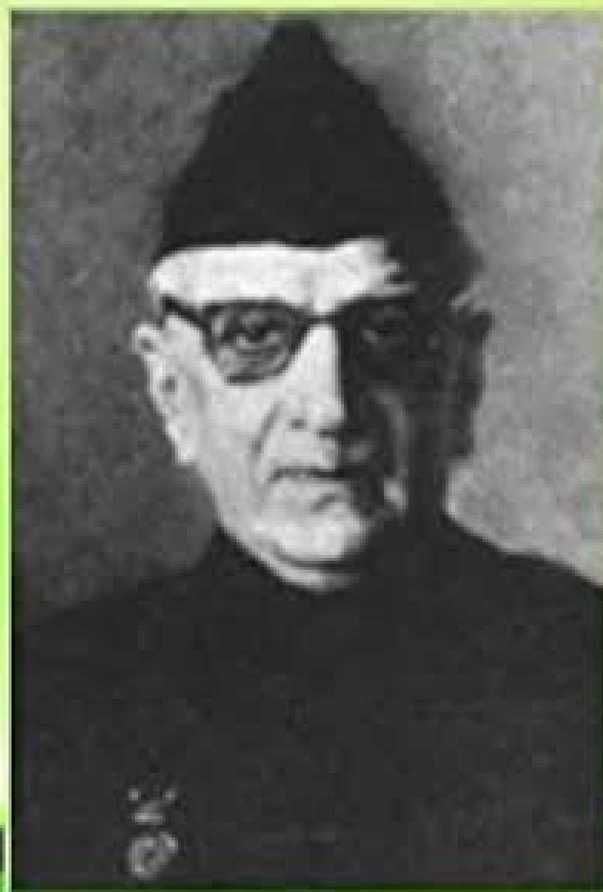
Saifuddin Kitchlew



Illustrated Biography

A Nationalist Muslim in Colonial Punjab:

Life and Times of Dr. Saifuddin Kitchlew



AMANDEEP BAL

جلیانوالہ باغ قتل عام کے
قاتل، جنرل ڈائری ریجینالڈ
ایڈورڈ ہیری ڈائر کو،
جلیانوالہ باغ سانحہ کے
سازش کرنے والے
تحقیقات میں بچاتے رہے،
اس کا کورٹ مارشل ہونے
کے بجائے اس کو انعام
کے طور پر 26 ہزار
پاؤنڈ دیا گیا

ریجینالڈ ایڈورڈ ہیری ڈائر

برطانوی ہندوستان کا فوجی جرنیل

کرنل **ریجینالڈ ایڈورڈ ہیری ڈائر** (Colonel Reginald Edward Harry Dyer) برطانوی فوج کے ایک افسر تھا جسے عارضی بریگیڈیئر جنرل بنایا گیا تھا جو صوبہ پنجاب، برطانوی ہند کے شہر امرتسر میں جلیانوالہ باغ قتل عام کا ذمہ دار تھا۔ ڈائر ڈیوٹی سے ہٹا دیا گیا تھا، لیکن وہ برطانیہ میں ایک مشہور ہیرو بن گیا، خاص کر برطانوی راج سے منسلک لوگوں کے درمیان۔[1] بعض مورخین یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ سانحہ برطانوی راج کے اختتام کی طرف ایک فیصلہ کن قدم تھا۔[2]

ریجینالڈ ایڈورڈ ہیری ڈائر

Reginald Dyer



Dyer c. 1919

Born	9 October 1864 Murree, Punjab, British India
Died	23 July 1927 (aged 62) Long Ashton, Somerset, England

مولانا ڈیزل کا دادا
صوبیدار عبد الخلیل
صدیق، گیارہ سو
مسلمان قبائلیوں کا قتل
عام کرتا ہے، بدلے
میں ملکہ وکٹوریہ
سے ملٹری کراس کا
ایوارڈ پاتا ہے

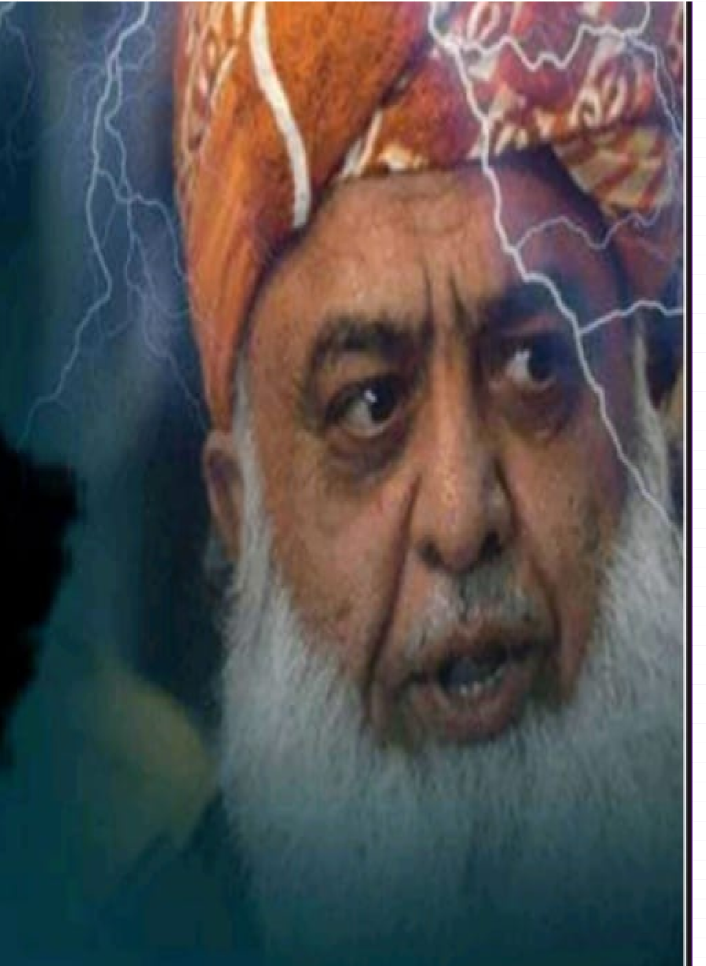




مولانا فضل الرحمان

کے اثاثہ جات

- ✓ کمرشل، انڈسٹریل، ریزرو پراپرٹیز (نان بزنس) مالیت 47 لاکھ
- ✓ کمرشل، انڈسٹریل، ریزرو پراپرٹیز (نان بزنس) شورکوٹ، ڈی آئی خان مالیت 25 لاکھ
- ✓ کمرشل، انڈسٹریل، ریزرو پراپرٹیز (نان بزنس) عبدالخیل، ڈی آئی خان مالیت 15 لاکھ
- ✓ کمرشل، انڈسٹریل، ریزرو پراپرٹیز (نان بزنس) شورکوٹ، ڈی آئی خان مالیت 7 لاکھ



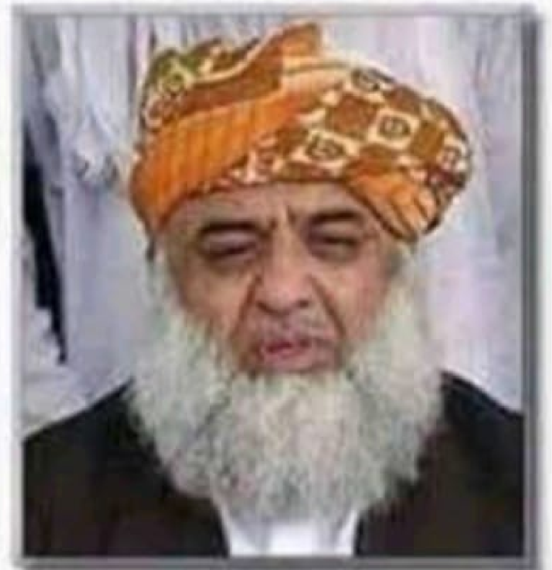
مولانا فضل الرحمان
کے اثاثہ جات

- ڈی آئی خان میں ایک گھر اور ایک پلاٹ
- ایف ایٹ ۔ اسلام آباد میں بنگلہ
- دوبئی میں ایک فلیٹ
- پشاور‘ کراچی اور کوئٹہ میں فلیٹس اور دوکانیں
- ڈی آئی خان پنیالہ میں ایک گھر اور 15 ایکٹر اراضی
- عبدالخیل‘ ڈی آئی خان میں ایک گھر/ مدرسہ‘ 5 ایکٹر زرعی زمین
- شورکوٹ میں ایک گھر/ مدرسہ‘ 5 ایکٹر اراضی
- حال ہی میں مولانا فضل الرحمان نے سابق سینیٹر غلام علی اور اپنے داماد فیاض علی کے ذریعہ چک شہزاد اسلام آباد میں 3 ارب مالیت کی اراضی خریدی

تاریخی سچ... صوبیدار عبدالخلیل صدیق گیارہ سو قبائلیوں قتل عام کرنے پر ملکہ وکٹوریہ سے ملٹری کراس کا ایوارڈ پاتا ہے یہ مولانا فضل الرحمان کے دادا تھے .اس صوبیدار کے پوتے کا فجی میں 9 ارب مالیت کاایک ٹوئرسٹ ریزورٹ کا مالک بنا ہوا ہے جس کو اس کا بیٹا ڈاکٹراسد محمود اس کا بھائی عطا الرحمان اور منسٹری آف ٹوئرزم کا ایک رٹائرڈ جوائنٹ سیکریٹری فضل محمود چلا رہا ہے اس ریزورٹ میں شراب .جوا اور زنا کی سب سہولیات موجود ہیں







تاج برطانیہ سے ملٹری کراس کا ایوارڈ



مفتی محمود

یہ ہے فضل الرحمان کا **باپ**، جس نے سیاسی مخالفت اور دینی اجارہ داری قائم رکھنے کیلئے مودودی مرحوم پر کفر کا فتویٰ عائد کیا اور جماعت اسلامی کے ساتھ تعلقات رکھنے والوں کو تجدید نکاح کی ہدایت کی۔



صوبیدار عبدالخلیل صدیق

یہ ہے فضل الرحمان کا **دادا**، جسے 1100 قبائلیوں کے قتل عام میں معاونت کے عظیم کارنامے پر ملکہ وکٹوریہ نے ملٹری کراس کا ایوارڈ دیا اور انعام واکرام سے نوازا۔



عطاالرحمان

یہ ہے فضل الرحمان کا **بھائی**، جسے پی آئی اے میں لاکھوں کی نوکری دینے کیلئے نیا اسلامی شعبہ بنایا گیا۔ نوکری کے ٹیسٹ میں موصوف 50 فیصد نمبر بھی نہ لے سکے، رمضان آیا تو سرکاری خرچے پر امریکہ تراویح پڑھانے چلے گئے اور واپسی پر لاکھوں روپے علاج کے نام پر بٹورے



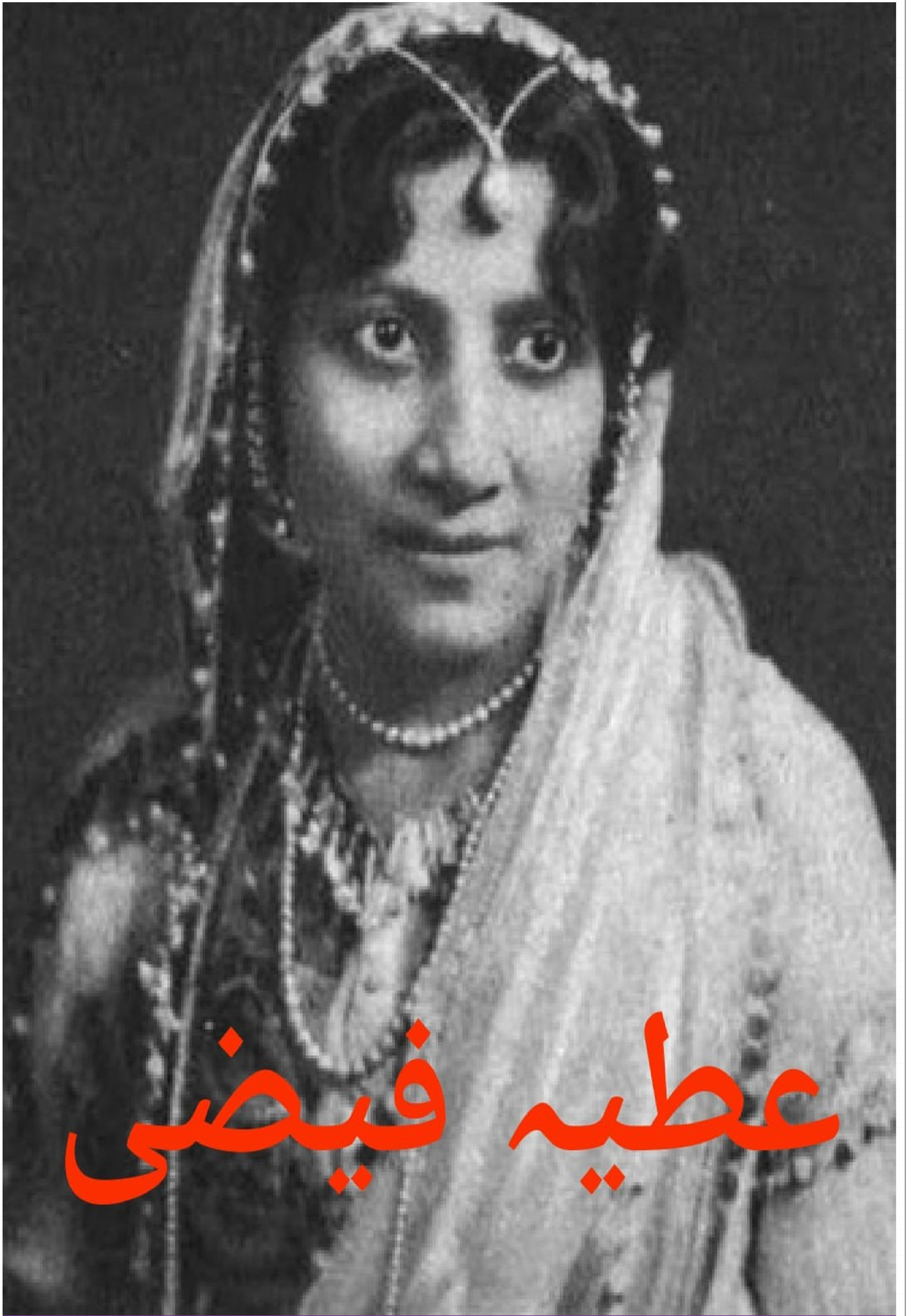
اور یہ ہے **فضل الرحمان**، جس کے پاس فجی میں 9 ارب روپے کا ٹورسٹ ریزورٹ ہے جسے اس کا بیٹا اسد محمود اور منسٹری آف ٹورازم کا ایک ریٹائرڈ افسر فضل محمود چلاتے ہیں۔ ریزورٹ میں کیسینو قائم ہے جہاں وسیع پیمانے پر جوا ہوتا ہے اور یہاں دنیا کی 1100 اقسام کی شراب سستے داموں دستیاب ہے۔

اور انگریزوں
سے بڑی بڑی
جائدادیں حاصل
کرتا ہے، جن کی
اولادیں آج
پاکستان کی امام
ہیں

عطیہ فیضی کے، مشترکہ عاشق علامہ اقبال اور شبلی نعمانی




regards
Atiya
Paris
1908.


عطیہ فیضی

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم



حضرت علامہ شبلی نعمانی
حضرت علامہ سید سلیمان ندوی

247

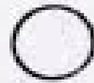
تلخیص سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

تالیف

مولانا شبلی نعمانی

تلخیص

احسان بی اے





مقبول اکیڈمی
۱۹۹۔ سرکلر روڈ چوک انارکلی لاہور

بحمدہ تعالیٰ شانہ

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

سیرۃ النبی ﷺ

یعنی

سوانح اقدس حضرت سرور عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حصہ اول

تالیف

محیی الملۃ والدین علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ

در مطبع معارف دارالمصنفین اعظم گڑھ طبع گردید

شبلی نعمانی

(عربی میں: شبلي النعماني)

فائل:Shibli-nomani.jpg

معلومات شخصیت

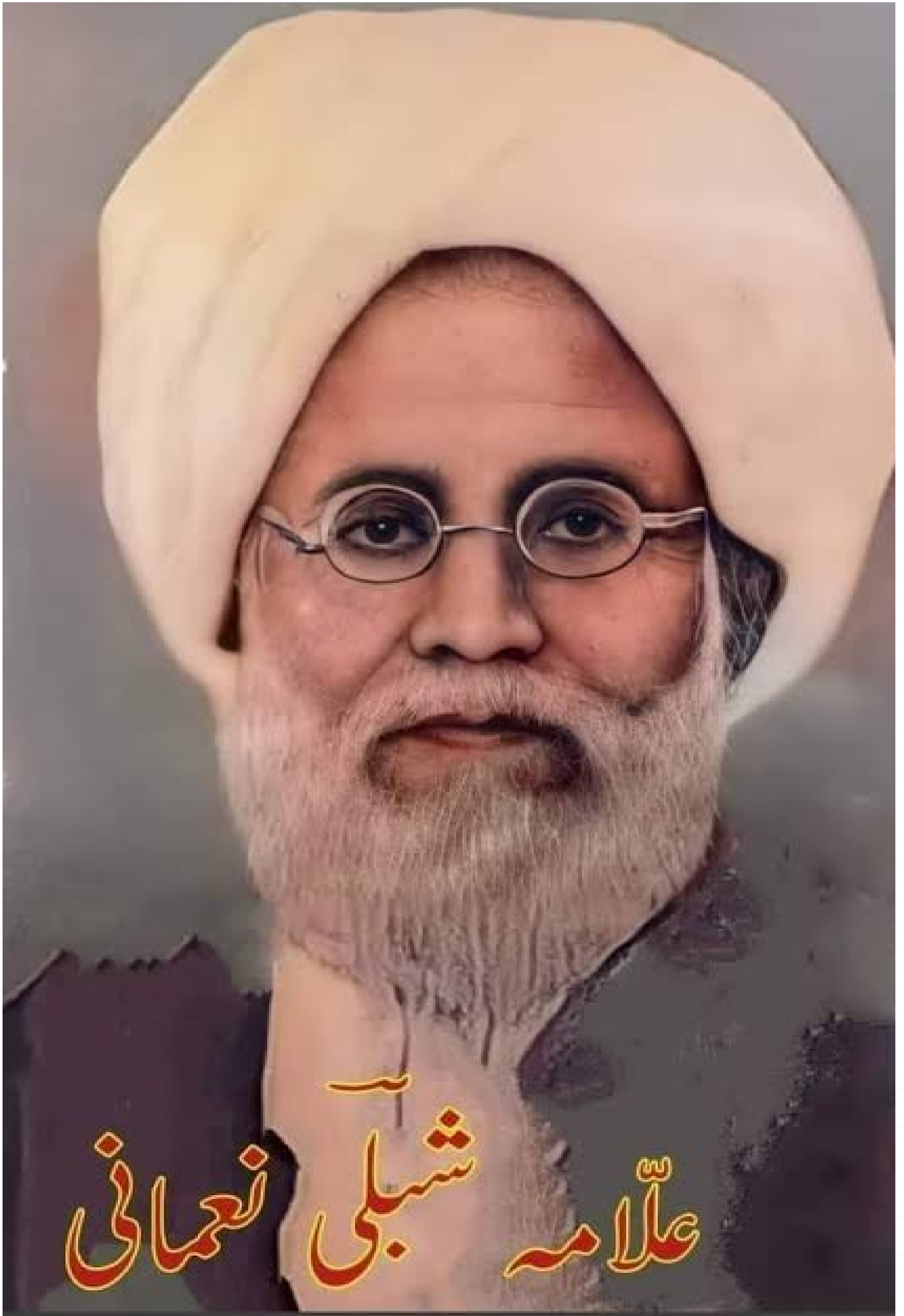
پیدائش	3 جون 1857ء[1] اعظم گڑھ
تاریخ وفات	18 نومبر 1914ء (57 سال)[1]
رہائش	اعظم گڑھ لکھنؤ
شہریت	برطانوی ہند



^ شبلی مشرق وسطیٰ میں

شبلی نعمانی نے علی گڑھ میں سولہ سال تک فارسی اور عربی زبان کی تدریس کی، جہاں ان کی ملاقات تھامس آرنلڈ اور دیگر برطانوی اسکالرز سے ہوئی جن سے انھوں نے جدید مغربی نظریات اور افکار سمجھنے کا آغاز کیا۔ انھوں نے 1892ء میں تھامس آرنلڈ کے ساتھ سلطنت عثمانیہ بشمول شام، ترکی اور مصر اور مشرق وسطیٰ کے دیگر مقامات کا سفر کیا اور وہاں کے معاشروں کا براہ راست اور عملی تجربہ حاصل کیا۔ قسطنطنیہ میں انھوں نے سلطان عبد الحمید ثانی سے تمغا حاصل کیا۔ ان کی علمی و ادبی قابلیت نے ایک طرف تھامس آرنلڈ کو ان سے متاثر کیا، تو دوسری طرف وہ خود تھامس آرنلڈ سے کافی حد تک متاثر ہوئے اور اس سے ان کے خیالات میں جدید نظریات شامل ہوتے ہیں۔ قاہرہ میں ان کی ملاقات معروف اسلامی اسکالر محمد عبده (1905-1849) سے ہوئی۔

˅ حیدرآباد اور لکھنؤ میں

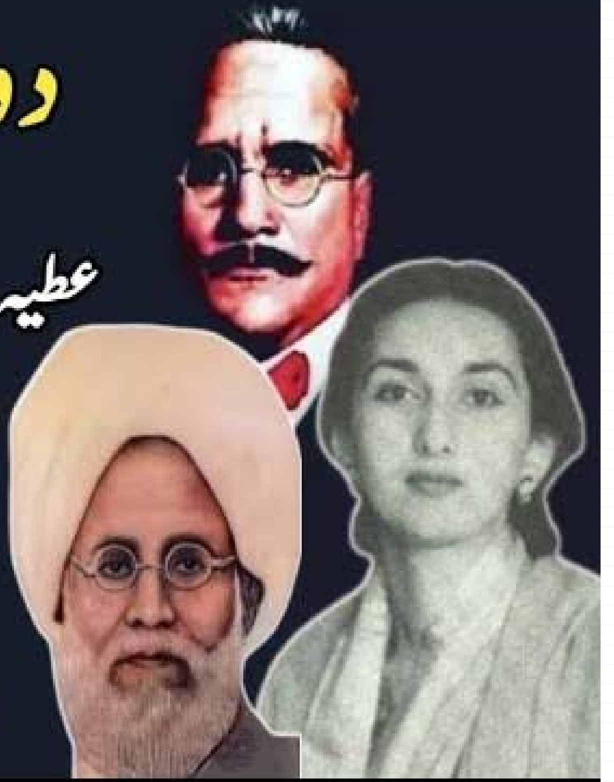

علّامہ شبلؔی نعمانی


شبلی نعمانی



دو عاشق ایک معشوقہ

عطیہ فیضی بیک وقت مولانا شبلی نعمانی
اور علامہ اقبال کی محبوبہ تھی لیکن
جب فیصلہ کرنے کا وقت آیا تو
عطیہ فیضی ایک یہودی نژاد۔۔۔۔







علامہ اقبال اور ایما کے عشق کی داستان



ہم سب

مدیر اعلی: وجاہت مسعود

مدیر: عدنان خان کاکڑ

انسان دوستی اور رواداری۔ ہم سب مل کر چلیں گے







بلاگ

عطیہ فیضی، کملا ثریا اور زاہدہ حنا

23/08/2017 سبین علی

Raphael Tuck & Sons' "Oilette" [illegible] Delhi.

TUCK'S POST CARD

[illegible]

"The Jumma Musjid [illegible] 1857, after the Mutiny, it was [illegible] the Crowd the Jumma Musjid at Delhi, the [illegible] mosque in the world, and it was only spared at the instance of Sir John Lawrence." —Speech by Lord Curzon, 7th February, 1900.

Viele Danken für Ihre Karte. Bitte Schreiben Sie mir wie geht es Ihnen. Es ist Sehr heiss in Lahore in diese Tagen. Wir leben in einen Hellen. Deutschland Ich werte niemals vergessen. Iqbal.

Den 24 Jul, 1912.

Frl. Emma Wegenast
16, Louisan Str.
Heilbronn
(Germany)

2

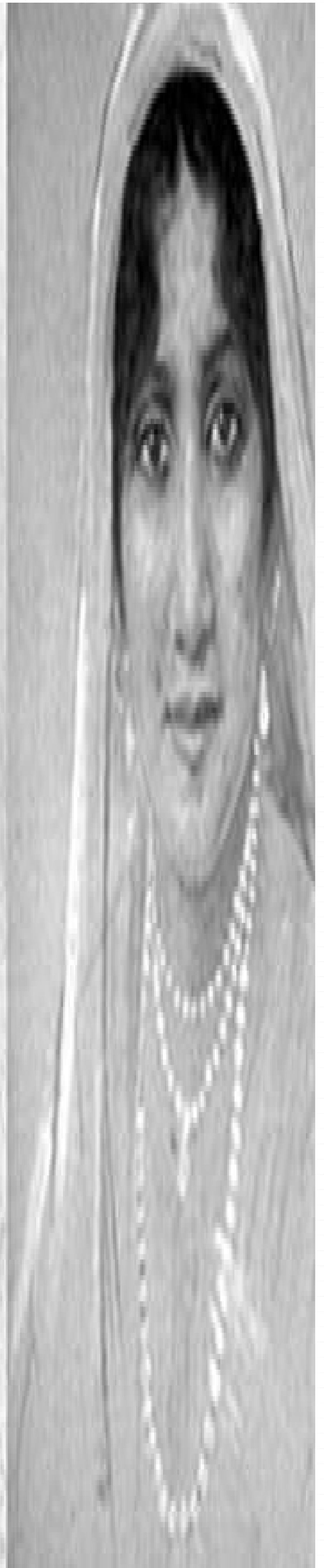
Frl. Emma Wegenast
16, Louisan Strasse,
Heilbronn
(Deutschland)
Germany.



ہمیشہ کوزہ گر مٹی کو
نہیں ڈھالتا کئی بار مٹی
بھی کوزہ گر کو بدل کر
رکھ دیتی رہی ہے۔

عطیہ فیضی سے میرا پہلا تعارف بہت کم سنی میں ہوا تھا۔ شاید کسی کتاب یا اخبار میں ان کا نام پڑھا تھا۔ یوم اقبال کے خصوصی ضمیموں میں ان کی تصویر بھی کئی بار دیکھی تھی لیکن ساتھ دیگر کوئی تفصیل نہ ملتی تھی۔ جب کالج میں سال اول کی طالبہ تھی اپنی اردو لیکچرار سے پوچھا عطیہ فیضی کون ہیں؟ وہ معنی خیز انداز میں مسکرائیں پھر اقبالیات کے حوالے سے دو تین کتب کے نام بتائے کہ ان میں دیکھ لینا۔





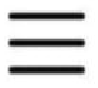


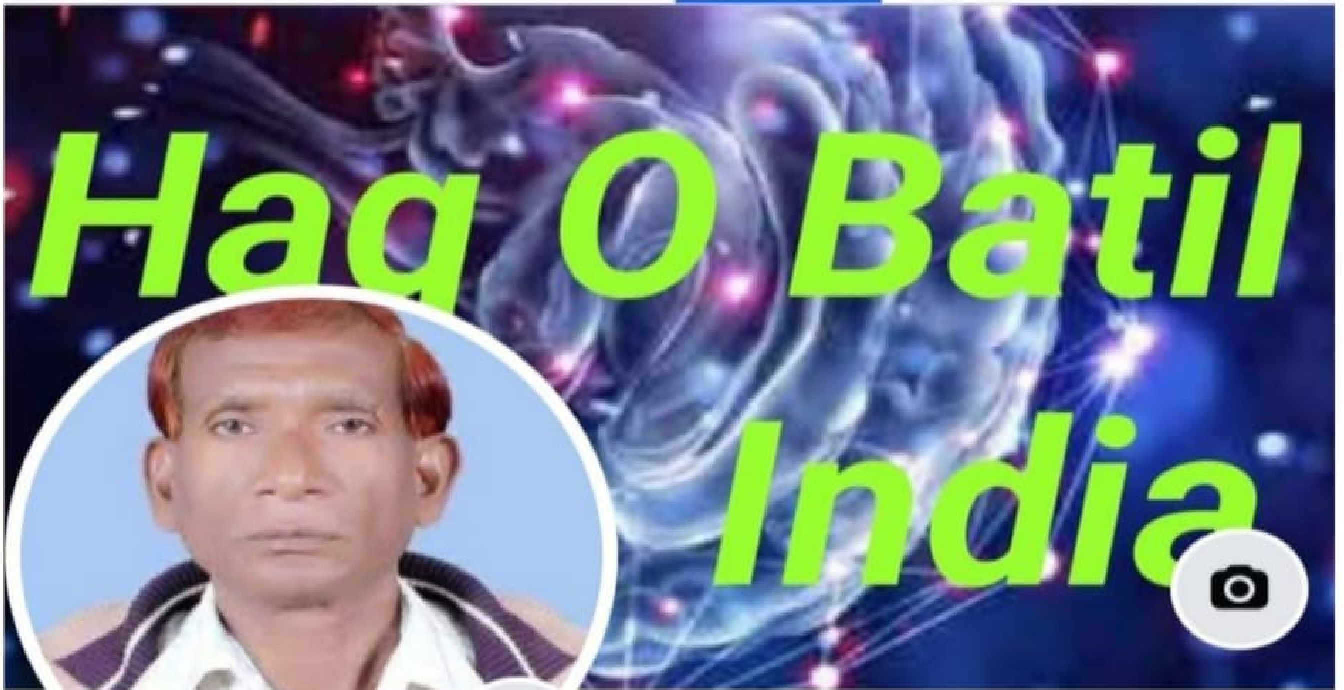
ہائیڈل برگ　　　عطیہ اور اقبال　　　سنہ ۱۹۰۷ء









Abdul Hameed

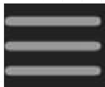
Details

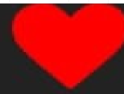
 Studies at University of Allahabad

 Lives in **Allahabad, India**

 From **Bela Pratapgarh**

https://www.facebook.com/share/18QYJ8p5HN/









HAQ O BATIL INDIA 1

archive.org Member:حق و باطل

غیر جانبدار جستجو کا سفر

حق و باطل" میں خوش آمدید، یہ ایک" مفت, آنلائن لائبریری ہے جو زندگی کے بنیادی سوالات کی کھلے ذہن سے کھوج کے لیے وقف ہے۔ یہاں آپ کو وسائل کا ایک متنوع مجموعہ ملے گا - ویڈیوز، کتابیں، تاریخی روایات، فلسفیانہ کام، یہاں تک کہ افسانوی ادب اور مذہبی تنقید - یہ سبھی تنقیدی جائزے کے ساتھ پیش کیے جاتے ہیں۔

ہمارا مشن:

- غیر جانبدار تعلیم: ہم مذہبی تعصب سے پاک تعلیم کو فروغ دیتے ہیں، جو آزاد خیالی اور تنقیدی تجزیے کی ترغیب دیتے ہیں۔
- سب کے لیے مساوات: ہم نسل، قومیت، مذہب، جنس، یا کسی بھی دوسرے عنصر سے قطع نظر، مساوات کے بنیادی انسانی حق پر یقین رکھتے ہیں۔

UPLOADS LOANS LISTS POSTS REVIEWS COL

150 Results

> **Filters**

Sort by: **Date archived**








207
archived May 15, 2024


12 0 0



201
archived May 15, 2024


18 0 0



202
archived May 15, 2024


16 0 0



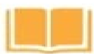
203
archived May 15, 2024


8 0 0

https://archive.org/details/@haq_o_batil_230001_india/uploads

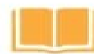


205
archived May 15, 2024


6 0 0

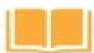


204
archived May 15, 2024


11 0 0

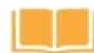


208
archived May 15, 2024


14 0 0



209
archived May 15, 2024


16 0 0



